

اہل حدیث کو وہابی کہنے پر اعتراض

(گورنٹ اور جنرل میں ایک توجہ کریں)

ایک لفظ کو اچھے معنی میں رکھتا ہو مگر جب وہ عام محاورہ میں بڑے معنی میں مستعمل ہو چکا ہو تو اسکا استعمال کیلئے حق میں (مخصوصاً اسکے جو اسکو برہمچین اجائز نہیں ہے۔ اور اس استعمال سے) گو عام لوگوں کو روکنا مفید ہے بلکہ وہ اور بھی اسکے ضد و کد اور روکنے والے کی جڑ کا باعث ہو جاتا ہے) مگر جو اہل (اہل ہندیب و درعیان الضان) کو جو جائز و ناجائز کے پابند ہوں اسکو استعمال سے روکنے کا ہر ایک کو حق ہے

اسکی مثالیں عربی فارسی انگریزی ہندی وغیرہ زبانوں کے بہت ذومعانی الفاظ میں جنکے اچھے معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ پر وہ زیادہ تر بڑے معنی میں مستعمل ہونے کی سبب کسی حقین (مخصوصاً اسکے جو اسکو برہمچین) بولنے جائز نہیں سمجھ جاتے جیسے عربی میں لفظ کافر ہے جو اپنے اصلی اور پرانے استعمال کی رو سے بری چیز سے انکار کرنے کے معنی بھی رکھتا ہے جو اچھے معنی میں اور اس معنی کی نظر سے قرآن مجید میں مومنوں پر جو بلاعت

منذ یکفر بالباطل علی و دیومنا بلہ (بقرہ ۲۶) اور ادیان باطلہ سے منکر ہیں اس لفظ کا کھنڈا لکھ لایتر (مختصہ ج ۱) اطلاق ناپائیدگیا ہے مگر

جو نیک بچھلے زمانوں میں یہ لفظ حق سے انکار کرنے کے معنی میں جو امر مذہبی ہے زیادہ مستعمل ہو گیا ہے۔ لہذا اب اسکا استعمال کسی خاص شخص کی نسبت جائز نہیں سمجھا جاتا۔ ایسا ہی لفظ رافضی بحق اہل شیعہ ہے اور لفظ خارجی بحق اہل سنت۔

ایسا ہی ہندی محاورہ میں لفظ جلال خور ہو جسکا اصل معنی عمال کہا شد کے ہیں

ان آیات اور ان معنی کفر کی تفصیل اشاعت نمبر ۱۰ جلد ۴ میں مومن کفر والہ

خبر ہو چکی ہے۔

(جنین کوئی برای نہیں) مگر چونکہ اس کا استعمال برطبق کلیس ہند نام زمکی کا فوراً
 ایکرام خور قوم (چوٹھوں) کے حصّین ہو گیا ہے۔ لہذا اسکا اطلاق کسی ہندویا
 مسلمان پر جائز نہیں سمجھا جاتا۔

ایسی ہی فارسی میں الفاظ ثالث بالآخر کریم العرفین۔ غیب و عیونہ "جسکی تشریح
 کی حاجت نہیں اور بعض کی تشریح سے تہذیب مانع ہے۔

ان الفاظ میں سے لفظ وہابی ہے جو اہل حدیث ہندوستان کی نسبت استعمال کیا جاتا
 اس لفظ کے اگرچہ اہم معنی ہی ہو سکتے ہیں لیکن وہاب والہ یا نذہ خدا جو اسکا لغوی معنی
 ہیں مگر وہ معنی اسکے بڑے ہی ہیں جن میں وہ اب ہوگا استعمال کیا جاتا ہے۔

ان میں سے ایک معنی کو تو مذہبی محاورہ میں بڑھایا جاتا ہے دوسری معنی کو پولیٹیکل اصطلاح
 میں مذہبی محاورہ میں اسکے معنی محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروں کے بھجے جاتے ہیں۔

جسکو اکثر مسلمانان ہند عرب و روم و مصر و انڈیا کے اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ اور
 اسکا عقائد و اعمال یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ معجزات و کرامات اولیا کا مستکر تھا۔ اور عام
 مسلمانوں کا (جو اسکا عقائد و عقائد مخالف تھے) قاتل و مکتوف۔

پولٹییکل محاورہ میں اسکا معنی باغی و بدخواہ سلطنت کے لیے جاتے ہیں۔ جسکی نسبت
 معنی مذہبی سے یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ محمد بن عبدالوہاب ایسا ہی تھا سلطنت روم کا وہ
 باغی رہا اور بار بار اس سے لڑا اور کھسک رہا رہا۔ جسکو آخر محمد علی پاشا مصر نے
 مغلوب کیا۔

اور چونکہ المحدث ہند میں یہ دونوں بری معنی پائے نہیں جاتے لہذا معجزات و کرامات کے
 مستکر میں کسی اہل قبائلی کے (جو انکا عقائد میں مخالف ہو) مکھس میں۔ اور نہ کسی گورنٹ
 کے جسکی ظل حمایت میں رہیں (مخالف مذہب و غیر مسلم کیوں نہ ہو) وہ باغی ہیں۔ اور کم سے
 کم یہ کہ وہ دونوں معنی سے اپنی برأت و انکار ظاہر کرتے ہیں۔ لہذا اپنے حصّین وہ اس

لفظ کی استعمال جائز نہیں جانتے۔ اور اس کے لائیکل لفظ خیال کرتے ہیں جیسا کہ مؤرخ
 لفظ کافر کو یا مسلمان لفظ حلال حرام کو۔ اور اپنی مہربان گورنمنٹ اور خواص ملک سی
 وہ اصراء کے ساتھ ہمہ در خدمت کرتے ہیں۔ کہ وہ اس لفظ سے اس گروہ کو مخاطب
 کیا کریں۔ حضرت عیسیٰ کے ساتھ ان کو مخاطب کرنا بہر تو لفظ اہل حدیث جو اس کے
 خطاب ہے۔ چنانچہ مضمون اہل حدیث مذہب میں یا جدید جو وہی مضمون کے بعد وہی
 مخاطب کیا کریں۔

ہم حنیف۔ ہمارے مہربان گورنمنٹ (جسکو گروہ اہل حدیث سے بدظنی نہیں ہے اور
 وہ اس گروہ کو بھی ایسا ہی حسب عزاہ و سطح سلطنت سمجھتی ہے جیسا کہ اور مسلمان
 کو) یہ لفظ اس گروہ کی نسبت ان معنی کے ارادہ سے استعمال نہیں کرتی۔ صرف
 اس فرقہ کے اس نام سے مشہور ہونے کے سبب یہ لفظ ان کے حق میں بولتی ہے (چنانچہ
 گورنمنٹ پنجاب اپنے پتھر کا مجریہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۱۳ء میں اور گورنمنٹ مالک مغرب
 شمال دادو نے اپنے یادداشت نمبری ۱۷۱ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۲۲ء میں اس
 امر کا اظہار کیا ہے) اور اسی طور پر بعض خواہن ملک (جسکو گروہ اہل حدیث سے کوئی تفریق
 وغیرہ عناد نہیں ہے) صرف شہرت عام کی نظر سے اس لفظ کو ان کے حق میں استعمال
 کرتے ہیں۔ ولیکن چونکہ یہ لفظ ایک مدت سے جسے معنی میں مشہور ہو چکا ہے اور جہاں
 کہیں گورنمنٹ کی تحریرات اور احکام میں اس گروہ کے مخالفین اس گروہ کی نسبت
 یہ لفظ مستعمل دیکھتے ہیں۔ وہاں اس لفظ کے یہی معنی وہ لوگ قرار دیتے ہیں کہ گورنمنٹ
 کے ارادہ میں وہ معنی نہیں (اور ان ہی لوگوں کی تقلید و پیروی بعض مسلمان
 گورنمنٹ (جو گورنمنٹ کے اصول و پالیسی کا لحاظ نہیں کرتے) اختیار کر کے اس فرقہ
 کو اس لفظ سے یاد کرتے اور حقارت سے دیکھتے ہیں۔ لہذا یہ فرقہ گورنمنٹ کا دلی خیر

یہ تحریرات بعضیہا متعجبہ خاتمہ مضمون میں منتقل ہیں۔

خیر خواہ گورنمنٹ سے اس درخواست کرنے کی جرأت کرتا ہے۔ کہ گورنمنٹ اپنی خیر خواہی کی نسبت اس لفظ کا استعمال جس کو ناسپند و بدیت لوگ بڑے معنی پر حمل کرتے ہیں قطعاً ترک کرے۔ بلکہ اس مضمون کا سرکلر سٹتہم متداول کر دی کہ سرکاری احکام و تحریرات میں اس خیر خواہ فرقہ کی نسبت یہ لفظ قطعاً تحریر میں نہ آوے۔ اور اس فرقہ کو خصوصیت کے ساتھ مخاطب کرنا ہو تو لفظ اہل حدیث (جران کا پڑانا خطاب ہو اور بیچارے کے وہ پناہ قومی خطاب اور کوئی پسند نہیں کرتے) مخاطب کیا کریں۔

یہ درخواست گورنمنٹ کے نیوٹرل (غائب طرفدار) ہونے کے مخالفت نہیں کیونکہ ہمیں نہ اس امر کی التجا کی گئی ہے کہ گورنمنٹ خود انکا مذہب ہی ایڈریس الہدایت مقرر کرے۔ اور انکو فرقہ ناجیسہ یا اتھوڈاکس میں شامل و داخل کرے۔ اور نہ اس امر کی التجا ہے کہ وہ دوسرے اہل مذہب کو اس امر پر مجبور کرے۔ بلکہ ہمیں صرف اس امر کی درخواست ہے کہ انکی نسبت پولیکل لفظی اشتباہ کو (نوادق فون کو ہے) اٹھادی اور اس گروہ کا قومی خطاب (جس سے گورنمنٹ انکو خود بچا کرنا چاہے) اہل حدیث مقرر کرے۔

یچھہ درخواست بعینہ اس درخواست کی مانند ہے کہ کوئی گورنمنٹ کا خیر خواہ جب کسی قسم کا پولیکل اشتباہ ہو اپنے رفع اشتباہ کی درخواست کرے یا کوئی قومی مجلس یا رسوائی اپنی رسوائی کا کوئی نام خود مقرر کرے۔ اور اس نام کی گورنمنٹ سے رجسٹری کرانے کی درخواست کرے (جیسے محمدن ایسوسی ایشن۔ یا ریفاہ مر ایسوسی ایشن۔ یا انجمن اسلامیہ۔ یا انجمن بہرہ رومی۔ یا انجمن منساہ عام وغیرہ وغیرہ)۔

اس درخواست کی طرف توجہ کرنے کے وقت شاید امور ذیل امور متفقہ قرار دی جاویں۔

اول یہ لفظ ان بڑی معنی خصوصاً دوسرے معنی میں (جس سے گورنمنٹ کو تعلق ہے) مستعمل ہے؟

دوم یہ قوم اس لفظ کا اپنے حق میں استعمال بہتر برا جانتی ہے؟
سوم یہ قوم اس لفظ کے دوسرے معنی سے (جنگو گورنمنٹ سے تعلق سے) بری
مئے اور اس سے وہ اپنی برأت ظاہر کرتی ہے۔ اور جنسب و عزا ہی گورنمنٹ
کا دم بہرتی ہے۔

سہم مصنفوں میں ان امور کی تائیدات بطور نوٹ گورنمنٹ میں پیش کرتے
ہیں۔ گورنمنٹ اپنی تفتیح و تحقیق کے وقت اگر وہ تحقیق کرنا چاہے ان کو پیش
جسٹم رکھے۔

(تائید امر اول)

امراول کی تائید میں سہم ڈاکٹر منیر صاحب (ممبر کونسل واضح قانون) کا وہ رسالہ
پیش کرتے ہیں جس میں انہوں نے نیمہ دعویٰ کیا اور اس قوم کو گورنمنٹ کا بدخواہ قرار دیا
ہے اس رسالہ سے بہت سی افسران گورنمنٹ نے دہوکا کہا یا اور یہ سمجھ لیا ہے کہ دہابی
گورنمنٹ کے باغی کا نام ہے۔ یا گورنمنٹ سے بغاوت دہابیوں کا کام ہے جس کو
انراہیل شہید احمد خان سی ایس آئی نے عمدہ تفصیل سے اٹھایا اور حزب ثابت
کر دکھایا ہے کہ یہ فرقہ جو دہابی کہا جاتا ہے گورنمنٹ کا مخالف نہیں۔ اور ڈاکٹر منیر
صاحب نے ماورائے قنی کے سبب دہوکا کہا یا ہے۔

اس امر کی تائید بعض منقصب اخبارات اور گروہ المحدثہ کے مخالفین مذہب کے
تخریبات بھی ہیں جن میں وہ دہابیوں کو گورنمنٹ کا مخالف و بدخواہ قرار دیتے ہیں۔
مگر سہم ان اخبارات و تخریبات کو بالکل پس کرنا نہیں چاہتے۔ اور اپنی ملکی

انراہیل شہید احمد خان صاحب کے جوابات کا خلاصہ ہمارے رسالہ نمبر ۶ جلد ۲ کے صفحہ ۱۰

اور رسالہ نمبر ۱۱ جلد ۴ میں بعض مصنفوں کے دستاویز کے حدیث پر عمل کرنے والے

دہابی نہیں۔ مشمول ہوا ہے۔ اس مصنف میں ہی اس کا ایک مشمول ہوا۔

یاد دہائی بہا کیوں کی شکایت آپ نہیں کرتے کو ان لوگوں کو یہ بجا نظر نہیں ہے

(تاسیخ امر دوم)

یہ امر کو نامشہور ہے کہ اس لفظ کو کسی الحدیث اپنی نسبت بولنا پسند نہیں کرتا۔ اور عینہ الاستفسار کوئی دہائی نہیں کہلاتا اس دعویٰ پر ایک بڑی سوشل ڈیل بہہ کہ مردم شماری کے وقت اس گروہ کسی بڑے گروہ آدمی نے اپنے آپ کو دہائی نہیں کہا یا باوجودیکہ اس گروہ کی تعداد ملک ہندوستان میں لاکھوں سے بڑھ کر تھی۔ بعض ان بڑے لوگوں نے اپنے آپ کو دہائی کہا یا ہے تو یہ ان کی ناواقفی کا نتیجہ ہے وہ لوگ عوام میں لفظ دہائی کے کسی معنی سے یا بے سے واقف نہیں جو لفظ لوگوں سے اپنے حق میں سنا دہی کہا دیا۔ ان لوگوں کا مذہبی امور میں کچھ اعتبار نہیں۔

آغا میل سید احمد خان سی ایس اے نے جو ڈاکٹر ہنٹر کے مقابلہ میں لفظ دہائی کو تسلیم کر لیا ہے تو وہ بھی بطور فرض و تنزیل تسلیم کیا ہے ورنہ وہ ہی حزب جانتے ہیں کہ اس گروہ کا اصلی نام الحدیث ہے۔ اسی سال میں چند سات دفعہ وہ خود انکے ہی نام لکھ چکے ہیں۔ چنانچہ اشاعتہ السنہ نمبر ۱۰ جلد ۱۰ میں بعض مصنفین ہندوستان کے الحدیث دہائی نہیں۔ اصل کلام انرا سیبل صاحب منقول ہو چکا ہے۔ اسٹیٹس لیم و تنزیل پر کسی شاعر گروہ الحدیث کا کلام سہنی ہے جس نے نظم میں یہ کہا ہے کہ دہائی کا معنی ہے رحمان والا کچھ اور ہی سمجھتا ہے شیطان والا۔ درحقیقت میں اس کو ہی اپنے دہائی ہو شیکا اقبال نہ تھا۔

دوسری دلیل الحدیث کے اس لفظ دہائی کو پسند نہ کرنے کی یہ ہے کہ ۱۹۲۶ء میں جو درخواست متفقہ طور پر خواہی گورنمنٹ تین سو اشخاص الحدیث کی طرف سے گورنمنٹ پنجاب میں پیش ہوئی تھی جس کا جواب میں دہ سہ کلر مورخہ ۲۹- اکتوبر ۱۹۲۶ء جاری

۱۰ اس پر دلیل ہے کہ دہائی فرقہ کو (جو درحقیقت بخیرین کا نام ہے) تو وہ مصنفین نے (۱) میں تہذیب الاخلاق نمبر ۱۲ جلد ۲
 بطور نمبر ۱۲ میں تو سالہ قرار دی گئے ہیں پھر انکا آپ کو حقیقت دہائی مان لینا کیونکر ممکن ہے۔

ہوا تھا اسپین ہی اس لفظ سے اس گروہ کا انکار موجود ہے۔ جبکہ گورنمنٹ نے یہی تسلیم کیا اور پھر اس لفظ سے انکو مخاطب کرنے پر قدر گیا۔

تیسری دلیل گورنمنٹ ہانک شمال اودہ کی سالانہ رپورٹ میں رسالہ اشاعت ہے کے ذکر میں ایڈیٹر کو دہلی کے خطاب سے یاد کیا گیا تو ہم نے بذریعہ خاص مراسلت اس لفظ سے اپنا اور اپنی قوم کا تعلق ویزا پر ملاحظہ کیا۔ جبہ سکرٹری گورنمنٹ نے اپنی اس یادداشت میں ۲۷ ستمبر ۱۹۰۹ء جنوری ۱۹۱۰ء میں قدر کیا۔ اور آئندہ اس لفظ کہنے سے احتیاط عمل میں لانا کا وعدہ دیا۔

چوتھی دلیل جو سب سے زیادہ روشن دعویٰ ہے کہ رسالہ اشاعت ہے جو گروہ امجدیہ کی طرف سے گورنمنٹ میں دیکل ہے عرصہ نو سال سے جاری رہا ہے کہ اس گروہ کو اس لفظ کی استعمال سے سخت نفرت ہے۔ ۱۹۰۹ء میں اس نے لفظ میں رسالہ نمبر ۴ جلد ۲ کے سند سے اسے اس مفروضہ کو ظاہر کیا اور حزب ثابت کر دیا کہ اس قوم کو اس لفظ سے مخاطب کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

پہلے ۱۹۰۸ء و ۱۹۰۹ء میں اس نے اس عنوان کے گروہ وستان کی حدیث پر عمل کرنے والے روایاتی نہیں چار نمبر مضمون شائع کیے۔ جو رسالہ نمبر ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ جلد ۱ اور نمبر ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ جلد ۲ میں درج ہیں۔ جن میں عقلی و نقلی دلائل اور تاریخی شہادتوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ یہ لوگ اس لفظ کو بہت بُرا جانتے ہیں اور کسی وجہ سے وہ اس لفظ کی استعمال سے کھل نہیں سکتے پھر اس کے بعد اعمیوی میں مضمون "لارڈ رپن اور دہلی میں" ان کے انکار کا اظہار کیا پھر ۱۹۰۹ء میں جلد ۲ کے متعدد پرچوں میں اس انکار کو مستحکم کیا۔ اور خاص کر نمبر ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲ کے ایک سرگروہ مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلی کا گورنمنٹ حجاز و کمانڈر بحیثیت مسلمان کی اجلاس میں عین مکہ میں دہلی سے جسکا اعتزال سے تعبیر کیا گیا ہے انکار

کرنے اور اس سے بڑے ہونے کو مشتہر کیا۔ اور اسکی تائید میں گورنر حجاز کا ترکی زبان میں سرکلر شائع کیا۔ جو اس مضمون کے خاتمہ میں منقول ہوگا۔

اشاعت سے پہلے ان پرچوں پر پڑھنے کے بعد کوئی اس دعویٰ میں شک نہیں کر سکتا کہ اس گروہ کو اس لفظ کو استعمال سے سخت نفرت وانکار ہے

تائید امر سوم

اس امر کی تائید گورنمنٹ کو سامنے پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ گورنمنٹ بخوبی واقف ہے کہ گروہ کے اعیان و مقتداؤں نے نازک وقتوں میں گورنمنٹ کی جنس خواہی و وفاداری ثابت کر دکھائی ہے۔ اور عین طوفان بے تیزی کے وقت گورنمنٹ کی نجات نہیں کی۔ لیکن ہم اپنے ناظرین اور بعض نادانانہ وقت عمدہ داران گورنمنٹ کو لیے چند ایسے واقعات و دلائل پیش کرتے ہیں جن سے اس قوم کا خیر خواہ گورنمنٹ ہونا۔ اور بد خواہی و مخالفت سے بڑی ہونا ثابت ہوتا ہے

(۱) گذشتہ ۱۵ء میں کسی اہل حدیث (گورنمنٹ کی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ پیشوا یا ان اہل حدیث کو عین اس طوفان بے تیزی میں ایک نعمتی یور و چین لیبڈی کی جان بچائی۔ اور عمر صہ کئی مہینے تک اسکا علاج معالجہ کر کے تندرست ہو سکے بعد سرکاری کسپ میں پہنچا وے۔ اسکی تصدیق میں سرکاری چھٹیات موجود ہیں جو اس مضمون کے خاتمہ پر ہم ترجمہ نقل کی جاوے گی۔

(۲ سے ۵) ریاست بہوپال نے (جو زمانہ نواب سکندر بیگ مرحوم سے اہل حدیث کی ریاست کہلاتی ہے) زمانہ گذشتہ میں گورنمنٹ کو حزب مددوی (سوپر کابل کی لڑائی میں فوج و زور سے معاونت کی۔ اور اب تھوڑا عرصہ گذرا ہی کہ مہدی سودانی کے مقابلہ کے لیے مستعدی ظاہر کی۔ جسکی تصدیق سرکاری تحریرات سے بخوبی ہو سکتی ہے۔ اور ابتدا جنگ کابل سے آج تک بہوپال سے عربوں ترکیوں اور ولایتوں کی آمد و رفت متوقف

موقوف کر دی۔

(۶) اس قوم کا دیکھیں سرکار رسالہ اشاعتہ السنۃ موعودہ سات سال سے اپنے متعدد پرچم میں گورنمنٹ کی خیر خواہی کے مضامین شائع کر رہا ہے۔ جن میں اصول مذہب اسلام (قرآن و حدیث) مسودہ ثابت کرتا ہے کہ برٹش گورنمنٹ سے مسلمانان ہند کو لڑنا اور ان کے مخالفوں کو مدد دینا جائز نہیں۔ ان مضامین ہفت سالہ کی فخرست جبریل انجمن پنجاب نمبر ۵۱۔ جلد ۵۵ مطبوعہ ۱۹۵۵ء میں شائع ہوئی ہے۔ اور ان مضامین پر گورنمنٹ پنجاب کا اعزاز نامہ مضمون شکر یہی ایڈیٹر کے نام صادر ہو چکا ہے جسے اس مضمون کے خاتمہ میں ہوگی۔

(۷) اس قوم المحدث کو خادم (خاکسار ایڈیٹر) نے اس مضمون میں گورنمنٹ کے کسی مسلمان ہند کو جہاد کرنا جائز نہیں (چھپائی شاد) ایک سال اقتصاد فی مسائل الحجہ اور تالیف کیا ہے جسکو ایک ایڈیٹر نے جنہا میں افضل جی ڈبلیو ڈاکٹر پلیر صاحب بہادر بابائی مہارانی پونیورسٹی پنجاب اور پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں اور وہ بہت جلد شائع ہونے والا ہے۔ اس سال کا ذکر بھی اس نمبر جبریل انجمن پنجاب اور اخبار پانچویں نمبر وچترہ دیسی اخبارات میں ہوا اور ہو رہا ہے۔

ہر چند اس مضمون کے رسائل گورنمنٹ اور ملک اور غیر مہوں نے بھی لکھے ہیں۔ لیکن جو ایک خصوصیت اس سال میں ہے وہ آج تک کسی تالیف میں (جو ہنرمیں ہوئی ہو) باقی نہیں جاتی وہ یہ ہے کہ یہ سال صرف مولف کا خیال نہیں رہا اس گروہ کے تمام خواص نے بلکہ اسلام کے اور مختلف فرقوں کے خواص نے بھی اسکو پسند کر لیا اور اس کے اپنے ارادے کا توافق ظاہر کیا ہے۔ اس توافق رائے حاصل کرنے کے لیے مولف (خاکسار) نے عظیم آباد پٹنہ تک ایک سفر کیا تھا جس میں لوگوں کو یہ رسالہ

مٹنا كرا اتفاق حاصل كیا۔ اور جهان خود نہیں پہنچا وگرنہ اس رسالہ كی متعدد كاپیاں ارسال كے توافق حاصل كیا اور ۱۹۰۹ء میں بذریعہ اشاعتہ اس رسالہ كی اصل اصول مسائل كے مشتمل كے لوگوں كو اس پر متفق كیا۔ اس وجہ سے پہر رسالہ عموم و خواص میں كامل درجہ كا پاپور (عام پسند) ہو گیا ہے۔ اور یہ امر اس معنون كے كسی سالہ میں آجنگ پاپائین كیا۔

(۸) اس كروہ المجدیت كے خیر خواہ و وفادار رعایا برٹش گورنمنٹ ہونے پر ایک بڑی روشن اور قوی دلیل (جو اور كسی اسلامی فرقہ كی وفاداری پر پائی نہیں جاتی) یہ ہے كہ یہ لوگ برٹش گورنمنٹ كے زیر حمایت رہنے كو اسلامی سلطنتوں كے ماتحت نہ ہونے كو (بلجیٹامس ازادی روز افزون ترقی بلجیٹامس) بہتر سمجھتے ہیں اور اس امر كو اپنی قومی و کیسل اشاعتہ اسنتہ كے ذریعہ سے (جس كے نمبر ۱۰ جلد ۶ میں اس امر كا بیان ہوا ہے اور وہ نمبر ہر ایک لوكل گورنمنٹ اور گورنمنٹ آف انڈیا میں پہنچا ہے) گورنمنٹ پر پنجابی ظاہر و مدلل كریچے ہیں جو آجنگ كسی اسلامی فرقہ رعایا كے گورنمنٹ نے ظاہر نہیں كیا اور نہ آئندہ كسی سے اس كے ظاہر ہو نی كی امید ہو سكتی ہے

ان واقعات و دلائل خصوصاً دلیل ہفتم و ہشتم علی الخصوص دلیل ہفتم میں غور كرنے كے بند كی كی اس قوم كے دلی خیر خواہ گورنمنٹ ہونے میں شك نہ ہو پائی۔ غنیمت رہ سكتا اور نہ اس قوم كی نسبت كوئی بدخواہی كی بدگمانی كرسكتا ہے۔

شاید ان دلائل كے مقابلہ میں اس كروہ كے مخالفین بعض سرحدی واقعات اور بیعتیہ كے بعض مقدمات كو پیش كریں۔ و لیكن وہ واقعات اور مقدمات ان دلائل كا دو وجہ سے مقابلہ نہیں كرسكتے۔ وجہ اول یہ كہ وہ حالات و مقدمات مشتبہ ہیں ان كے كروہ المجدیت كے كسی شخص كی نسبت كوئی یقینی اور طائیت بخش نتیجہ نہیں نكل سكتا

اور نہ کوئی الزام قائم ہو سکتا ہے۔ وجہ دوم یہ کہ اگر ان حالات سے مقدمات کو مستقیم نگہ میں
یقینی نتیجہ کا مثبت تسلیم کر لیں تو یہی ان سے عام گروہ اہل حدیث پر الزام قائم نہیں
ہو سکتا۔

تفصیل و جواب

وجہ اول کو انرا میں سید احمد خان سی ایس آئی نے رسالہ ڈاکٹر منتر کے جواب میں
مختصر مدلل کر دیا ہے اس وجہ کی تفصیل میں ہم انہی کے رسالہ مطبوعہ لندن کی عبارت
نقل کرتے ہیں۔ اس رسالہ میں صفحہ ۱۵ بمقابلہ ڈاکٹر منتر صاحب کے اس حصے کے کہ منتر
بنیاد تو ان میں پہاڑی قوموں کے ساتھ دنیا میں کی سازش ہی پڑتا ہے۔ ہندوستان کے گوشہ
شمال و مغرب کی سرحد پر جو پہاڑی قومیں رہتی ہیں وہ سنی المذہب جنفی قومیں ہیں اور
اور لوگ ان کے ہم مذہب جس قدر ہندوستان میں رہتے ہیں ان سب میں وہ قومیں آ
مذہب کی پابند زیادہ ہیں۔ اور جس طرح پر ان قوموں کو اپنے مخالف مذہب مسلمانوں
سے عداوت نہیں کیے جانے پہ قوم اپنے مذہب میں اس قدر سخت ہے کہ اگر کوئی اور شخص انکو
ملک میں جاوے تو حب تک وہ اپنے مذہبی عقائد کو مثل انکے نہ کر لے اس وقت تک ان اسکو
جان و مال کی خیر نہیں ہوتی۔ چند سال کے عرصہ ہوا کہ ایک میرے دوست حاجی سید محمد رضا
شافعی المذہب کے جاچیا اتفاق سے سرحد کی انہیں قوموں میں گئی تھی پھر کہتے تھے کہ
مجھ کو شافعی ہونے کے سبب اس قوم میں طرح طرح کی مصیبتیں اٹھانی پڑیں اور ان میں

۲۱
اس قدر اور باقی مادہ فرقوں کو اپنے مخالفوں

۲۲
اس سال کی اردو عبارت کو ہم پہلے ہی اشاعت ہستہ جلد ۱ کے نمبر ۱۱۱ میں نقل کیے
ہیں اور تکرار ہماری عادت نہیں لیکن چونکہ اس مصنف کے انگریزی حصہ میں پانچواں انگریزی عنوان
حضور کو مرتبہ اصل انگریزی عبا۔ ت کو نقل کرنا پڑا تو اسکی طبیعت و معیت میں اردو حصہ میں اردو
عبارت کا نقل کرنا بھی مناسب نظر آیا۔ اور یہ ہے کہ بعض ناظرین کو وہ مذہب نہیں ہے عبادت
اردو نقل ہو چکی ہے ہمیشہ آیا ہو یا انکو اسکے تلاش و ہم سامانی میں تکلیف ہو۔

دیہات و قصبات بلکہ خاص مساجد میں امن تلاش کرتا تھا لیکن مجھ کو دراصل مسجد میں ہی امن معلوم ہوتا یہ پہاڑی قومیں جسٹری لوگوں کے ذروعات کو بجائے اصول کے سمجھتے ہیں چنانچہ انہیں ذروعات حنفیہ میں سے ایک کتاب درمختار ہے جو شانہ صہ پستہ اشاع میں لکھی گئی تھی اور ذروعات حنفیہ میں سے یہ کتاب نہایت معتبر اور معتد علیہ ہے اس کتاب میں چند اشعار عربیہ اس مضمون کے درج ہیں جن میں ذروعات حنفیہ کو اور آئمہ کے ذروعات پر ترسج دی ہے اور اردون کو برا کہا ہے انہیں شعرون میں سے ایک شعر کا ترجمہ یہ ہے خدا کی لعنت اور قہرے شمار اس شخص پر جو امام ابوحنیفہ کے مذہب کا پیرو نہیں ہے یہ پہاڑی قومیں اولیاء کرام کے مقابر اور مزاروں کو خصوصاً پیر بابا کے مقبرہ کو جو یونین ہے اور کاکا صاحب کے مزار کو جو کوٹہ میں ہے نہایت خلوص عقیدت سے پوجتے ہیں اور مجھ کو صد ہا پہاڑی لوگوں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا لیکن میری نظر سے آج تک کوئی پہاڑی نہیں ایسا نہیں گذرا جو سوای حنفی مذہب کے اور کسی مذہب کا پیرو ہو یا وہا میت کی جانب نہ ہی میدان خاطر کہتا ہو البتہ حیات افغانی میں جسکو گورنمنٹ کو ایک خیر خواہ اور ملازم مسلمان نے اردو زبان میں تصنیف کیا ہے (جو شانہ اشاع میں لاہور میں چھپی ہے) یہ فقرہ لکھا دیکھا ہے چند عرصہ سے ملا سید میر کوٹہ کے پیرو دہانی سمجھے جاتے ہیں اور اخوند سوات کے بچے پیر جو حنفی الذہب ہیں ملا سید میر کے متقدین کو گراہ سمجھتے ہیں اور کاشغر عثمان زئی اور ناصر اللہ کی اولاد وغیرہ جو گڑھی اسمعیل کا باشندہ تھا ملا سید میر کے طرف دار اور باقی پہاڑی قومیں اخوند سوات کی پیرو ہیں۔ پس اسی فقرہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرحد کی قوموں کے عقیدے میں وہا میت کا نام کو بھی اثر نہیں ہے۔ یہاں مجھ اس بات کا ہرگز گمان نہیں ہو سکتا کہ سرحد کے پٹھانوں اور وہابیوں میں کسی طرح سازش ہو سکتی ہے چنانچہ شانہ اشاع میں وہابیوں نے پہاڑوں میں جا کر قیام کیا اور انہوں نے اس بات کا مقصد کیا کہ سکھوں پر ہم لوگ جہاد کریں اور شہید ہوں

۱۔ اہلحدیث کی فتنہ رینا اعداد اول + علی بن روول ابوحنیفہ یعنی لقبہ شمار ایک بیابان اس شخص پر خدا کی لعنت ہو جو امام ابوحنیفہ کے قول کو روکرے۔ نوذباہد من ہذا الغلو۔

لیکن چونکہ پیٹری قومیں ان کے عقائد کے مخالفت نہیں اس لیے وہ دہائی ان پر یوں
 کہہ کر اس بات پر راضی نہ کر سکے کہ وہ ان کے مسائل کو بھی اچھا سمجھتے مگر چون کہ وہ
 سکھوں کے جو دستم سے نہایت تنگ تھی اس سبب سے دہائیوں کے اس منصوبہ میں وہ
 بھی شریک ہو گئی کہ سکھوں پر حملہ کیا جاوے اور آخر کار دہائیوں اور پیٹریوں نے
 متفق ہو کر سکھوں پر حملہ ہی کیا لیکن چونکہ یہ قوم مذہبی مخالفت میں نہایت سخت ہے
 اس سبب تو اس قوم نے اخیر میں دہائیوں سے دعا کر کے سکھوں سے اتفاق کر لیا اور
 مولوی محمد اسماعیل صاحب اور سید احمد صاحب کو شہید کیا پس ان باتوں کو ذرا اچھی
 طرح یاد رکھنا چاہیے کیونکہ ان سے دہائیوں کی وہ تاریخ بخوبی معلوم ہوتی ہے
 جس کو ڈاکٹر نرنٹر صاحب نے پیٹری قوموں کے ساتھ دہائیوں کی تاریخ میں کیا
 ہے ڈاکٹر نرنٹر صاحب نے اپنی کتاب کے پہلے باب میں دہائیوں کے باطنی لشکر قائم ہونے
 کی ایک کیفیت بیان کی ہے مگر چونکہ مجھ کو اس تحریر میں چند اور چند شبہ ہیں اس لیے
 میں یہی ہندوستان کے دہائیوں کے ایک مختصر کیفیت لکھتا ہوں اور جب تک میں
 ایک مختصر کیفیت دہائیوں کے بیان کروں گا اس وقت تک یہ بات اچھی طرح نہیں کہی کہ ڈاکٹر صاحب
 کو کون امور میں دھوکا ہوا ہے اور اس معاملہ میں اصل کیفیت کو ڈاکٹر صاحب نے کس معاملہ
 اور زیادتی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ہندوستان کے دہائیوں کی تاریخی کیفیت پانچ
 زمانوں سے متعلق ہے پہلا زمانہ ۱۸۲۳ء سے شروع ہوتا ہے اور ۱۸۳۲ء تک پہلا
 ہوتا ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں مولوی محمد اسماعیل صاحب اور سید احمد صاحب نے ان
 سکھوں پر جہاد کیا تھا۔ جو اپنے مسلمان رعایا کو تکلیف پہنچاتے تھے اور انہما اس وقت
 کی اس وقت تک ہوجی جب کہ پشاور دوبارہ ان کے پیروؤں کے ماتھے سے
 نکل گیا۔

دوسرا زمانہ ۱۸۳۲ء سے ۱۸۳۷ء تک یعنی پشاور کی فتح ثانی سے لیکر مولوی محمد اسماعیل

صاحب اور سید احمد کی وفات تک ہے۔

تیسرا زمانہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے جبکہ یہ دو نوزبرگ شہید ہوئے اور انتہا اس زمانہ کی اس وقت تک ہے جب کہ گورنمنٹ انگریزی پنجاب پر قابض ہوئے اور وہابی لوگ معہ عنایت علی اور ولایت علی کے سرحد سے اپنے گہرون کو بھیجے گئے یعنی ۱۸۵۷ء سے لیکر ۱۸۵۸ء تک ہے۔

چوتھا زمانہ اس وقت سے مراد ہے جب کہ ولایت علی اور عنایت علی نے دوبارہ سرحد پر حملہ کیا اور انتہا اس زمانہ کی ان دونوں کے مارے جانے تک ہوئی۔ پانچواں زمانہ حال کا زمانہ ہے جسکو داکٹر منبر صاحب نے صریح غلطی سے دہائیوں کی بغاوت کا زمانہ بیان کیا ہے پس ان پانچوں زمانوں میں دہائیت کا پہلا زمانہ نہایت عمدہ تھا اور جو کام اس زمانہ کے دہائی کرتے تھے ان سے گورنمنٹ انگریزی واقف تھی اور کسی طرح ان لوگوں کی طرف گورنمنٹ کی بدخواہی کا گمان نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ اس زمانہ میں علی العموم مسلمان لوگ عزم کو سکھوں پر جہاد کرنے کی ہدایت کرتے تھے تاکہ وہ اپنے ہم وطن مسلمانوں کو اس قوم کے ظلم و تعدی سے نجات دیں۔

اس زمانہ میں مجاہدین کے پیشوا سید احمد صاحب تھے مگر وہ واعظ نہ تھے۔ واعظ مولوی محمد عیسیٰ صاحب تھے جن کی نصیحتوں سے مسلمانوں کے دلوں میں ایک ایسا ولولہ اُٹھنے پیدا ہوتا تھا جیسا کہ کسی بزرگ کرامت کا اثر ہوتا ہے۔ مگر اس واعظ نے اپنے زمانہ میں کبھی کوئی لفظ اپنی زبان سے ایسا نہ نکالا جس سے ان کے ہم مشرفوں کی طبیعت ذرا ہی گورنمنٹ انگریزی کی طرف سرخوردگی ہو کر برا فرزند نہ ہو بلکہ ایک تہہ در تہہ کلکتہ میں سکھوں پر جہاد کرنے کا وعظ فرما رہے تھے اٹا و عظم میں کسی شخص نے ان سے دریافت کیا کہ تم انگریزوں پر جہاد کرنے کا وعظ کیوں نہیں کہتے وہ یہی تو کافر ہیں۔ اس کے جواب میں مولوی محمد عیسیٰ صاحب فرمایا کہ انگریزوں کے عہد میں مسلمانوں کو کچھ اذیت نہیں ہوتی اور چون کہ

انگریزوں کے رعایا میں اس لیے ہم پر اپنے مذہب کی رو سے یہ بات فرض ہے کہ انگریزوں پر جہاد کر کے میں ہم کہنے میں شریک نہوں۔ پس اس زمانہ میں ہزاروں مسلمان اور بے شمار سامان جنگ کا ذخیرہ سکھوں پر جہاد کرنے کے واسطے ہندوستان میں جمع ہو گیا مگر جب صاحب کشتراور صاحب بٹھریٹ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے گورنمنٹ کو اطلاع دی گورنمنٹ نے انکو صاف لکھا کہ انکو اس معاملہ میں ہرگز دست اندازی نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ ان کا ارادہ کچھ گورنمنٹ انگریزی کے مقاصد کے برخلاف نہیں ہے۔ نیز منگولستان میں یہ لوگ سکھوں پر جہاد کرنے کے واسطے سرحد پر پہنچے اور اس کے بعد ہندوستان سے برابر انکے پاس مدد پہنچتی رہی اور گورنمنٹ بھی اس امر سے بخوبی واقف تھی جس کے ثبوت میں ایک مقدمہ کی کیفیت نظیراً میں درج ذیل کرتا ہوں۔

دہلی کے ایک ہندو مہاجن نے جس کے پاس جہادی لوگوں کی امداد کے واسطے روپیہ جمع کیا گیا تھا امداد کے روپیہ میں کچھ بٹھریٹ لکھ گیا اور مسٹر ولیم فریزر صاحب بہادر متوقی کشتراور دہلی کی روبروان پرنالیش دائر ہوئی اور انجام کار مولوی محمد اسحاق صاحب مدعی کے حق میں اس مدعی کی ڈگری ہوئی اور جو روپیہ مدعا علیہ سے ڈگری کا وصول ہوا وہ اور ڈگری سے سرحد کو بھیجا گیا بعد اس کے اس مقدمہ کا پینل صدر کورٹ آف باد میں ہوا تاہاں یہی عدالت ماتحت کا فیصلہ بحال رہا اس زمانہ میں وٹا بیون نے سرحد کی قوموں کی مدد سے پشاور فتح کیا اور بعد فتح کے دوست محمد خان والی کابل کے بہاوی سلطان محمد خان کو حوالہ کیا مگر سلطان محمد خان نے فریب سے ہرگز نہ ہٹا اور پشاور کو تختیت سنگھ کو ماتہ فرحت کر ڈالا۔

مگر دوسری زمانہ میں گویا وٹا بیون کا زوال شروع ہو گیا تھا۔ چنانچہ جب پھر سکھوں کا پشاور پر قبضہ ہو گیا تو سید احمد صاحب ڈر مولوی محمد اسماعیل صاحب کے پیروں کا بالکل جی ٹوٹ گیا کیونکہ ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ سرحد کے پٹھان ہمارے مذہب بانٹ سکتے ہیں۔

سے دلی عداوت رکھتے ہیں اب ہم کو ان سے کسی قسم کی امداد کی توقع نہیں رکھنی
 چاہئے اور ہماری یہہ قلبین جماعت کسی طرح کامیابی کے ساتھ بکھون کا مقابلہ نہیں
 کر سکتی۔ اور اسیر جو ہر انہوں نے یہہ ہی کہا تھا کہ اب ہم کو اپنے مذہب کے رو سے
 یہہ جہاد جائز نہیں رہا علاوہ اس کے لوگوں کے باہم ہی اس امر میں اختلاف ہو گیا کہ
 آیا سید احمد صاحبان کے پیشوا ہونے کے قابلیت رکھتے ہیں یا نہیں جس پر انچھ ان میں
 سے اکثر کی تو یہہ رائے تھی کہ وہ اس کام کے لائق نہیں ہیں اور بعض نے اس کے خلاف بیان
 کیا مگر مولوی محمد ایسے صاحب نے اس حالت میں ہی ان جھگڑوں کے وسیع کے واسطے حتی
 الامکان کوشش کی اور ایک کتاب موسوم برفضیہ است لکھی (جو ۱۸۶۵ء ہجری مطابق
 ۱۲۸۵ء میں کلکتہ میں طبع ہوئی تھی) لیکن ان کی یہ تمام کوششیں بے فائدہ ہوئیں
 اور انجام کار وہ جماعت بالکل ٹوٹ گئی جس میں کئی ہزار آدمی ہندوستان میں اپنے
 گہروں کو واپس چلے آئے چنانچہ مغلہ ان کے ایک نہایت مشہور و معروف مولوی محبوب علی
 تھے (جبکہ انتقال ۱۸۵۸ء میں ہوا) اور دوسری مولوی حاجی محمد بنگالہ کے رہنے والے
 تھے مگر چونکہ انکا نکاح دہلی میں ہوا تھا اس سبب وہ کسی برہمن تک پہلی میں رہے اور ۱۸۶۸ء
 کو مقام الوری میں انہوں نے وفات پائی۔ شاید اس مضمون کے پڑھنے والے اس عجیب بات
 کے سننے سے بھی خوش ہوں گے کہ مولوی محبوب علی صاحب ہی شخص تھے جنکو ۱۸۵۶ء میں
 باغیوں کے سرغنہ بخت خان نے عین جنگامہ غدر میں طلب کیا اور ان سے پورہ درخواست کی
 کہ آپ اس زمانہ میں انگریزوں پر جہاد کرنے کی نسبت ایک فتویٰ برائے اپنے دستخط کریں مگر
 مولوی محبوب علی صاحب نے صاف انکار کیا اور بخت خان سے کہا کہ ہم مسلمان گورنمنٹ
 انگریزی کے رعایا ہیں ہم اپنے مذہب کے رو سے اپنے حاکموں سے مقابلہ نہیں کر سکتے اور
 طرہ برین بہ ہوا کہ جو ایذا بخت خان اور اسکے رفیقوں نے انگریزوں کی مہیوں اور
 بچوں کو دی تھی اس کی بابت بخت خان کو سخت لعنت و ملامت کی۔

اس زمانہ کے بعد سید احمد صاحب کے پیرو بہت ہی کم ہو گئی اور آخر کار وہ ۱۸۳۳ء میں اپنے
اکثر رفیقوں کے ساتھ خادی خان کی دعا بازی سے شہر سنگہ کے مقابلہ میں شہید ہو گئے اور
ان کے شہید ہوتے ہی جو لوگ جہادیوں کے ہمراہ تھے ان میں سے بہت سی لوگوں نے
جہادیوں کا ساتھ چھوڑ دیا مگر اور لوگوں نے انکا دل تہلنے کے لیے مصلحت یہ نہ رہا
کہ وہی کہ سید احمد صاحب تک مذہب میں صرف بطور کرامات غائب ہو کر کسی پہاڑ کی کہہ
میں پوشیدہ ہو گئی ہیں مگر آخر کار حیا س دہو کہ کاحال کہل گیا تو سید احمد صاحب
کے پیرو اپنے گہرون کو کوٹ آگے اور اس زمانہ کے بعد جہاد کی امداد کے واسطے ہمالک و غیر
و شمالی سے آؤمی اور روپیہ کا پہنچنا بالکل بند ہو گیا اور جو کچھ واقعات اس زمانہ کے بعد
وہ چند ان و کچھ نہیں ہیں اسمقام پر میں یہ بات بیان کرتا ہوں کہ سید احمد صاحب
نے پشاور پر کھڑوں کا یہ قبضہ ہونے کے بعد اپنے ان رفیقوں سے جو جہاد میں جان
دینے پر آمادہ تھے یہ کہا کہ تم جہاد کے لیے جہ سے بیعت شرعی کرو چنانچہ کئی سو آدمیوں
نے اسی وقت بیعت کی اور یہ بات تحقیق ہے کہ جو شخص شہر سنگہ کے مقابلہ میں لڑائی
میں بچ رہے تھے انہیں سے صرف چند آؤمی تو اپنے پیشوا سید احمد صاحب کی شہادت کے
بعد پہاڑیوں میں باقی رہ گئی تھے جن میں سے اکثر لوگ پٹنہ اور دیگر اصلاح بنگالہ کے متبر
و اے تھے اسکی بعد مولوی عنایت علی اور ولایت علی ساکن پٹنہ ان کے سردار ہوئے لیکن
انہوں نے جہاد کے سر انجام میں کچھ کوشش نہیں کی اور جب پنجاب پر گورنٹ انگریزی کا
تسلط ہوا تو مولوی عنایت علی اور ولایت علی مع اپنے اکثر رفیقوں کے ۱۸۴۲ء میں اپنے
گہرون کو واپس ہج وی گئی پس اس سے ہکو یہ بات معلوم ہو گئی کہ پٹنہ یا بنگالہ کے اور
ضلعوں سے ملکہ بھوگا مندوستان سرد ہے اور آؤمی اس وایت کر پہلے تین زمانوں
میں ضرور سرد کر بیٹھے گئے تھے لیکن میری رائے میں یہ بات بہت کہل ہوئی ہے کہ
ان میں سے کوئی آؤمی انگریزی گورنٹ پر حملہ کرنے کے واسطے نہیں گیا تھا اور نہ ان

سے یہ کام لیا گیا اور نہ ان تینوں زمانوں میں کسی کو اس بات کا کچھ خیال ہوا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی بڑی بگاڑت کی جانب ناک سے مگر بائیں ہمارے ڈاکٹر منٹر صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۷۹ میں لکھتے ہیں کہ تیس برس کا عرصہ ہوا ہو گا تب تک غلیظہ بطریق رسالت بڑگالہ کو آیا اور وہ ان اسٹو قیام کیا اور قرب و جوار کے تمام زمیندار اس کا اعتبار کرنے لگو اور اس نے بڑی مضبوطی اور موثر بیان کے ساتھ یہ جہاد کا وعظ کیا اور جو سردار لشکر تھا اس کے پاس اس کے واسطے اس نے پٹنہ کو اور بھی آدمی اور روپیہ بھیجا یہ سب اس کے واسطے اس کے قریب کا ذکر ہے جس سے کئی برس بعد پنجاب پر سردار انگریزی کا تسلط ہوا تھا۔ پس کیا ڈاکٹر منٹر صاحب کی فی الواقع یہ یقین ہے کہ اس زمانہ میں روپیہ اور آدمی اس غرض سے بھیج گئے تھے کہ سردار کی قوموں کو انگریزوں پر حملہ کرنے میں مدد پہنچی۔

میں خیال کرتا ہوں کہ شاید ڈاکٹر صاحب اس بات کو تو تسلیم کرینگے کہ اس کے واسطے کئی برس پہلے ہی سکھوں پر مسلمانوں کا جہاد ہو رہا تھا اور غالب ہے کہ جن آدمیوں اور روپیوں کا ڈاکٹر صاحب نے ذکر کیا ہے وہ سب پنجاب کے بادشاہوں کی رعایا کو شکست دینے کے واسطے بھیج گئے ہونگے۔ اب یہاں سے میں بھیجے بات ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ چوتھے زمانہ یعنی زمانہ حال میں بھی سیران ہم مذہبوں کی نسبت جو اب ہندوستان میں رہتے ہیں کسی قسم کی بدگمانی کی کوئی وجہ نہیں ہے مگر چونکہ انگریز لوگ مسلمانوں کی عام سزا اور خیالات سزاوارتفہین اس لیے وہ ضرور مجھ کو مسلمانوں کا طرفدار سمجھیں گے اور اس سبب شاید میری خیالات یا تحریر پر وہ بہت کم التفات اور عتماد کریں گے لیکن اس امر کے سبب سے مجھ کو ایک ایسی معاملہ کے اظہار میں ڈر نہ چاہیے جس کو میں اپنے ذہن میں بالکل سچ سمجھتا ہوں جب مولوی عنایت علی دہلوی علی علیہ السلام میں ہندوستان کو لوٹ آئی تو اس وقت سید احمد صاحب کے

*** زمانہ حال کو آپ نے پانچواں زمانہ ٹھہرایا ہے۔ شاید یہاں کتاب کی غلطی ہے۔ یا یہ کہ چوتھے زمانہ کی ضمن

میں پانچواں زمانہ کا حال بھی بیان کیا ہے جسے دہریوں کو لکھا گیا ہے۔

چند پیر و سرحد پر باقی رہ گئی اور یہ بات ہی صحیح ہے کہ ان دو شخصوں نے پٹنہ اور لاس کے
 قرب و جوار کے آدمیوں کو اس بات کی ترغیب دینی میں ہرگز کوتاہی نہیں کی کہ وہ جہاد میں شریک
 ہوں اور اس کام کے واسطے روپیہ جمع کریں چہنچہ وہ برابر بیٹھی سرگرمی سے کوشش کرتے
 رہے اور جن بات کا اب تک انکو دل سے خیال تھا اسکا اظہار انہوں نے ۱۹۵۶ء میں اس
 طرح پر کیا کہ وہ پھر ہندوستان سے سرحد کی جانب چلے گئے مگر ڈاکٹر منظر صاحب نے یہ خیال
 کیا ہے کہ یہ لوگ دوبارہ سرحد کو انگریزوں پر حملہ کرنے کی نیت سے گئے تھے اور انہوں نے
 بجائے سکھوں کے انگریزوں پر جہاد کیا تھا حالانکہ جہان لوگوں کو انگریزوں سے
 کسی طرح کی کوئی شکایت نہ تھی تو پھر انکا یہ ارادہ کرنا کسی طرح پر صحیح نہیں ہو سکتا
 البتہ جو ظلم و تعدی سکھ لوگ مسلمانوں پر کرتے تھے اس سے ہلکے پھلکے یہ بات معلوم ہو گئی ہے
 کہ مسلمان سکھوں پر کس وجہ سے حملہ کرنا چاہتے تھے ڈاکٹر منظر صاحب نے پاکسی اور شخص
 نے اس بات کی کوئی وجہ نہیں بیان کی کہ مسلمانوں کے ولین انگریزوں سے یہ عداوت
 و فتنہ کیونکر پیدا ہو گئی کیونکہ مسلمانوں کو انگریزوں سے کچھ عداوت نہ تھی بلکہ جو سکھ
 جموں میں رہتے تھے انپر وہ حملہ کرنا چاہتے تھے۔

مجبوراً یہ سبب حال اس شخص کی زبان سے معلوم ہوا ہے جس کی ملاقات خاص مولوی عنایت
 اور ولایت علی سے اسوقت میں ہوئی تھی جب وہ سرحد کو جاتے تھے اس وجہ سے مجھ کو
 اسکی صداقت میں کسی طرح کی کلام نہیں ہے اور یہ بات سچنی یا دیکھنی چاہیے کہ وہ انہوں
 اپنے مذہب میں بڑے پکے اور نہایت سچے ہوتے ہیں وہ اپنے اصول سے کسی حال میں
 منحرف نہیں ہوتے اور جن شخصوں کی نسبت میں یہ لکھ رہا ہوں وہ انہی بال بچیان

یہ حال مجھے عین اس تحریر کو نقل کرانے کے وقت ایک متدین اور معتبر شخص کی زبان سے معلوم

ہوا ہے جسکو ایسے لوگوں سے ملاقات ہے جو عین سرکاری سرحدی فہروں کی طرف سے

سرحدی لوگوں کے پاس آتے جاتے ہیں۔

مال اسباب کو گورنمنٹ انگریزی کی حفاظت میں چھوڑ گئی تھے اور ان کے ذمہ میں اپنے
 ہاں یون کے محافظوں پر حملہ کرنا نہایت ممنوع ہے اس لحاظ سے اگر وہ انگریزوں سے لڑتے
 اور لڑائی میں مارے جاتے تو وہ بہشت کی خوشیوں اور شہادت کے درجے سے محروم ہو جاتے
 بلکہ اپنے ذمہ میں گنہگار خیال کیے جاتے ہو کہ بہت بات ہی ثابت ہو چکی ہے کہ دہلیوں کی
 باقی ماندہ جماعت سرحد پر نہایت قلیل رہ گئی تھی اور پہاڑی قومیں ان کے نزدیک باعث سخر
 ان سے سخت عداوت رکھتی تھی پس جب ہم ڈاکٹر نیر صاحب کی کتاب کو اس قسم کے ضخیم
 پرستہ ہیں کہ (لاٹو دہلوی صاحب نے اپنے دوسرے مراسلہ میں سرحد کی ان قوموں پر
 حملہ کرنے کی تجویز کی نسبت کچھ بحث کی تھی جن کی بہبود عداوت کو جو ان کو کفار کے ساتھ
 تھی ہندوستان کے مقتدر دہلیوں نے غایت درجہ تک بھڑکا دیا تھا (صفحہ ۲۳) تو ہم کو
 بلکہ ہر ایک شخص کو کو مہنسی آتی ہے ڈاکٹر صاحب بشاید اس نہایت ضروری امر کو بہول گئے ہیں کہ
 یہ پہاڑی قومیں قدیم زمانہ سے سرکش اور مفسد ہیں اور جو قومیں انکی سرحد پر رہتی ہیں
 خواہ وہ کافر ہوں یا مسلمان ان کو انہوں نے کبھی چین نہیں لینے ویا اور بلا امتیاز کسی کے
 خود دہلی کے مسلمان بادشاہوں اور سکھوں کے ساتھ لڑتے رہے ہیں اور انہوں نے
 انکی بارشنگ کی جو مید میں تاشا یون سے خواہ مخواہ جنگ جدال کا خاتمہ ہوتا تھا جب
 تاکہ اس قوم سے کوئی شخص لڑنے کے لیے موجود ہوتا تھا اس وقت تک انکو اس بات کی کچھ
 بردہ نہ ہوتی تھی کہ وہ شخص کون ہے یہاں تک کہ نادر شاہ سا شخص ہی جو بڑا ظالم تھا اور حیر
 کے نام سے تمام ہندوستان لرزاتا تھا ان کو ہرگز اپنا مطیع نہ کر سکا اور دلایت علی اور عنایت علی
 اور ان کے قلیل ہر ایوں کی نسبت اب تک کوئی بات ایسی نہیں معلوم ہوئی ہے جس سے
 یہ ثابت ہو کہ وہ ہندوستان میں گورنمنٹ انگریزی پر حملہ کرنے کا منصوبہ رکھتے تھے چنانچہ ۱۸۴۵ء
 سے ۱۸۴۷ء تک ہندوستان کا انتقال ہوا اور اس کے بعد ان کے ہر ای اڈس اور ہر چلے گئے۔ البتہ یہ بات
 بالکل صحیح ہے کہ جب تک یہ مولوی سرحد پر مقیم رہے اس وقت تک اڈس اور وہی پٹنہ اور

بنگالہ کے دیگر اضلاع سے سرحد پر پہنچتا رہا لیکن کسی شخص کو یہ یقین نہ تھا کہ وہ انگریزوں پر حملہ کرنے میں کام آویں گے اور نہ یہ امر قرین قیاس سے کہ ایسی کمزور فرج ایسی زبردست انگریزی سلطنت کرتے وہ بالا کر نیکا ارادہ کرے۔ پس میرے علم و یقین کے موافق وہاں بیت کے باوجود پانچویں ماہ کو بھی جہاد سے کچھ تعلق نہیں ہے کیونکہ میں خوب جانتا ہوں کہ مولوی ولایت اور عنایت علی کے انتقال کے بعد جہاد کے سرانجام کے واسطے بنگالہ سے زور دینا ہی چاہیے گیا اور نہ آدمی گئے البتہ ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ کے بعد سندوستان کے بعض سرکش آدمی جو ساتھ کچھ باغی بھی تھے ملکا اور ستانا واقعہ تزامی نیپال اور بیکانیر اور راجپوتانہ کو بیا بانوں سے جا رہے تھے اور وہ ان کے جا رہے کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے ان مقامات کو سنگین سزا سے بچنے کے لیے امن کا مقام خیال تھا جو غدر کے سبب ان امام میں لوگوں کو سرکار کی طرف سے ہوئی تھی اور جو لوگ گوشہ نشین مغرب کی سرحد کو ہٹ گئے تھے ان کا ایک عام خوف سے ایک موقع پر جمع ہو جانا ایک عقلمندی کی بات تھی حالانکہ اس مجمع میں خاص مسلمان ہی نہ تھے بلکہ ہر ایک قوم کے ہندو اور مسلمان تھے پس ان لوگوں کی نسبت یہ خیال کرنا (جیسا کہ ڈاکٹر نٹھ صاحب نے بیان کیا ہے) کہ وہ گورنمنٹ پر حملہ کرنے کی نیت سے جمع ہوئے تھے میرے نزدیک یہ وہ بات ہے کہ اس کی جانب کوئی دانشمند التفات کرے گا البتہ یہ بات ممکن ہے کہ ان مغزوروں کی جماعت میں سے بعض شخص ایسے بھی ہوں جو اپنے گمراہوں سے ہندوستان میں خط و کتابت رکھتے ہوں اور اس بات کا بھی تعجب نہیں ہے کہ ان کے عزیز و اقارب ان لوگوں کو روپیہ سپر بھیجتے ہوں اس لیے کہ انکی بجاوت کو سبب ہو ان کے قرابتی لوگوں پر پچھ بات لازم نہ تھی کہ وہ ان سے خط و کتابت نہ کرتے بلکہ ایسی ہی حالت میں اپنے یگانہ کا زیادہ خیال کرتے اور پاس محبت سے ایسے شخص کی مدد کرنا گویا اپنے ذمہ فرض سمجھتے ہیں۔ پس ظن غالب یہ ہے کہ ڈاکٹر نٹھ صاحب کے اس خیال بندی کے واسطے کہ گورنمنٹ انگریزی پر جہاد کرنے

کے واسطے برابر انتظام کے ساتھ روپیہ اور آدمی یہاں سے پہنچتے تھے بلاشبہ یہی ایک معاملہ
 ایک بڑی بکلی بنیاد ہوئی ہوگی اور دوسری وجہ اس خیال کی نشا بد یہ ہوئی ہو کہ ہندوستان
 سے اخذ سوات کر پاس روپیہ جاتا تھا۔ مگر جو لوگ میرے اس مضمون کو پڑھیں گے وہ غالباً
 اس بات سے واقف ہونگے کہ مسلمان کی شریعت میں ہر مالدار مسلمان پر سال کے اخیر میں
 اپنی مالیت کا چالیسواں حصہ خدا کی واسطے نکالنا فرض ہے اور اس چالیسواں حصہ کو انکی شریعت
 میں زکوٰۃ کہتے ہیں پس گو بہت سی مسلمان اپنی شریعت کو اس فرض کو ادا نہیں کرتے اور
 اس صورت سے اپنے ہم جنسوں کا فائدہ نہیں چاہتے لیکن جو کچھ مسلمان دماغی کہلاؤ
 ہیں یا جنکی طبیعت کا میلان اس سچے عقیدے و مابیت کی طرف ہے وہ اس فرض کو بھی شل
 اور فرضوں کی نہایت مضبوطی اور احتیاط کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور جو روپیہ وہ اپنے
 خزانہ میں سے زکوٰۃ کے طور پر نکالتے ہیں اسکو حتی الامکان اپنے قریب و جوار کے
 مساکین اور ان مسافروں میں تقسیم کر دیتے ہیں جسکا گذر ان کے قبضوں اور وہیات میں
 ہو۔ اور مسافر اور مساکین کے علاوہ ان نامی گرامی متوکل عاملوں کا بدون کو دیتے ہیں حج ترک
 تعلق کر کے گوشہ عزلت میں بیٹھتے ہیں اور ان کے سواے جو طلباء مسجدوں وغیرہ میں ہوتے
 ہیں ان کی تعلیم کی واسطے بھی دیتے ہیں اور اس رفاہ کے کام اور نیک فعل میں انپر مذہب
 کی رو سے کچھ یہ بات فرض نہیں ہے کہ جس شخص کو وہ زکوٰۃ کا روپیہ دین اس کے حالات
 تحقیق بھی کر لیا کریں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اس نہ ماننے کے مسلمانوں کو بغاوت میں مدد دینے
 کے الزام سے محفوظ رہنے کا اس قدر اندیشہ ہو گیا ہے کہ اب وہ مسافروں وغیرہ کو اس قسم
 کا روپیہ نہیں دیتے اور اکثر اوقات اس باب میں احتیاط کرتے ہیں اور حقیقت میں ہی ایسا
 ہی ہے کہ جو مسلمان زکوٰۃ دینے والے ہیں وہ ضرور اس الزام میں مشتبہ ہیں اخذ سوات
 کی نسبت جو کچھ بھی گمان ہے کہ بلاشبہ اسکی پاس بہت سی دولت مند مسلمان زکوٰۃ
 پہنچتے ہونگے لیکن میری اس بات کا گمان ہے کہ اس طرح پر سہاوت کا یقین ہے کہ اخذ سوات

دہلی میں ہے اور جو روپیہ اس کے پاس پہنچتا ہوگا اسکو گورنمنٹ پر جہاد کرنے کا کچھ سروس کار
 نہ ہوگا۔ دہلی میں مولانا شاہ عبدالغفری صاحب مرحوم کا مدرسہ اور شاہ غلام علی صاحب کے
 خانقاہ دونوں ایسے مقام تھے کہ وہاں علاوہ ہندوستان کے تمام دنیا سے روپیہ پہنچتا تھا
 پس اگر کوئی شخص یہ بات کہہ دے کہ شاہ عبدالغفری صاحب کے مدرسہ اور خانقاہ میں جہاد کے
 واسطے روپیہ آتا تھا تو اسوقت یہ بات بھی تسلیم کی جاوے گی کہ اخوند سوات کو باس جہاد کو
 سطر روپیہ جاتا تھا یہ بھی ہندوستانی دہلیوں کی گویا تاریخ بیان کی ہے اور تین درخواست
 کرتا ہوں کہ جب وہ ڈاکٹر ٹر صاحب کی کتاب کی نسبت میری رسالے کو پڑھیں تو وہ اس
 مختصر تاریخ کا ضرور خیال رکھیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ میری اس مضمون سے یہ بات
 بخوبی ثابت ہوگی کہ ہندوستان کے دہلیوں کا وہ جہاد جسکو ڈاکٹر ٹر صاحب نے گورنمنٹ انگریزی
 کے متعلق بیان کیا ہے صرف سکھوں کے مغلوب کرنے کے واسطے ہوا تھا۔ اور گوبند بانیوں کی
 اس جماعت نے جو مقام ملکا اور ستانامین ہتے تھے اس کے بعد ہماری گورنمنٹ
 کو کسی قسم کی تکلیف دی ہو لیکن سرحد کی جماعت کو جس میں ہندو اور مسلمان دونوں شریک
 ہوں سرگرم جہاد کی جماعت نہیں کہہ سکتے جب ہم ڈاکٹر ٹر صاحب کی کتاب کہہ دیتے ہیں تو
 ہم اس کے اول ہی صفحہ میں یہ فقرہ درج پڑھتے ہیں کہ کسی سال سے ہماری سرحد پر باغیوں کی ایک
 جماعت نے شورش مچا رکھی ہے اور اکثر اوقات وہاں کے اکثر گروہوں نے ہماری لشکر پر اگر
 حملہ کیا ہے اور وہاں میں آگ لگا دی اور ہماری رعایا کو قتل کیا چنانچہ ہماری فوج کو ان
 کی پورس کی وجہ تین مرتبہ سرحد پر بڑی لڑائیوں میں جانا پڑا۔ پس ڈاکٹر صاحب نے یہ تحریر بنا لیت
 لطف کی ہے کیونکہ اس کے مطالب کو ان الفاظ سے مزین اور مستحکم کیا ہے۔ باغیوں کی
 جماعت متعصب گروہوں۔ لیکن ہمارے مضمون کے ایسے پڑھنے والے جو تعصبات
 سے بری ہیں فوراً ڈاکٹر صاحب سے یہ بات دریافت کریں گے کہ اس جماعت سے صاحب
 موصوفت کن لوگوں کو مراد لیتے ہیں اگر صاحب موصوفت اس جماعت سے ان دہلیوں

میر طرف اشارہ کرتے ہیں جو سکھوں پر جہاد کرنے کی واسطے سرحد پر سکونت پذیر ہوئی تھی۔
 تو میں ابھی کہہ چکا ہوں کہ یہ بیان محض بے اصل ہے اور اگر ان کی مراد اس جماعت سے وہ
 لوگ ہیں جو ۱۹۶۵ء کے بعد ملکا اور ستانامین جا رہے تھے جس میں ہندو اور مسلمان دونوں
 شامل تھے تو اس صورت میں ڈاکٹر صاحب کی اس سوال کا کیا مطلب ہوگا کہ کیا ہندوستان
 کے مسلمانوں پر اپنے مذہب کی روسی ملکہ معظمہ پر جہاد کرنا فرض ہے؟۔ کیونکہ ان لوگوں کے
 غنہ و فساد کو اس سے کیا تعلق ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب اپنی کتاب کی اول صفحہ میں کہتے ہیں کہ
 بارہ ماہ سرکاری تحقیقاتوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہندوستان کے تمام جہلمیہ میٹرو
 سائٹس و فساد کا گویا جان پہل رہا ہے اور پنجاب سے آگے جو بیمار بڑبڑ سے ڈھکے ہوئے
 ہیں وہ ان سے لیکر ان گرم میدانوں تک جنہیں سے گذر کر دریائے گنگا سمندر میں گرتا
 ہے برابر باغی لوگ بستی ہیں اور سرکاری رستوں سے برابر بددھار میل تک یہ لوگ
 روپیہ اور ادھی منزل منزل باغیوں کے لشکر میں بیٹھتے ہیں اور اس سائٹس میں اکثر دولت مند
 اور تیز فہم لوگ بھی شریک ہیں مگر وہ اپنے روپیہ کو بڑے انتظام اور ہوشیاری سے روانہ
 کرتے ہیں پس اس امور کے لحاظ سے گویا اب بغاوت کا نہایت خوفناک کام ہنزلہ ایک
 سا ہو کاری کے ہو گیا ہے پس اس فقرہ کے دیکھنے سے اور جو فقرہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب
 کے آغاز میں لکھا ہے اسکو دیکھنے سے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ یہ سائٹس ننگا کے
 مسلمانوں نے انگریزی حکومت کو تو بالا کرنے کے واسطے علامتہ تمام ہندوستان کے
 مسلمانوں کے ساتھ کی ہوگی حالانکہ میری دلالت میں ڈاکٹر صاحب نے یہی اس بات کو
 تسلیم کر لیا کہ یہ سائٹس بغاوت کو علاوہ اور امور میں بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ میری اور
 ڈاکٹر صاحب کی دونوں فکی رائے میں اب یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ ہندوستان میں
 کبھی سکھوں پر حملہ کرنے کے واسطے یہی سائٹس ہوئی تھی پس اس سائٹس کو گورنمنٹ
 ہند کے مطالب کے برخلاف بیان کرنا اور اس کے سبب سے تمام فرقہ اہل اسلام کی جانب سے

۲

۱۱

الحدیث کو رد کیا کہ یہ غیر صحیح ہے

حاشیہ کو رد کرنا بدین کرنا ہرگز بجا نہیں معلوم ہوتا۔

اس بعد ڈاکٹر صاحب کے اس قول کا جواب ہوتا جس میں انہوں نے بعض سرکاری
ذخیرہ خواہ اختیار نو میں مسلمانوں پر کچھ حرجت گیری تھی ہم نے اسکو سرحدی بیان
سے جتنی سمجھ کر نقل نہیں کیا۔ اسکو بعد اس سال میں کہا ہے

صفحہ ۱۲ میں ڈاکٹر صاحب نے ان باتوں کا ذکر کیا ہے جو سرحد پر ہوتے ہیں اور انہی کی
ذیل میں سید احمد صاحب کے حالات بھی بیان کیے ہیں اور بطرح پر وہاں بیت کر مخالفین نے
بذوق سے یہ کہہ دیا تھا کہ سید احمد صاحب گویا ایک پیغمبر ہیں اور ان کے فلان شخص چار
خلیفہ میں اس بطرح ڈاکٹر صاحب نے بھی انکو عین سب لکھا ہے۔ اور صفحہ ۱۳ میں بیان کیا
ہے کہ سید احمد صاحب نے اپنے گمشدے اس واسطے مقرر کر دیے تھے کہ جو بڑے بڑے قصبہ بان
کے راہ میں واقع تھے وہاں جا کر وہ لوگ تجارت کے منافع میں سے اپنا ایک حصہ لیا کر لے
کر ہماری دولت میں ڈاکٹر صاحب کے اس بیان کے واسطے کچھ سند نہیں۔ صفحہ ۱۴ میں
ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ سید احمد صاحب نے ان خلیفوں کی ونیوی طبع کو اپنی لوٹ کھسوٹ
کے بڑے بڑے وعدوں پر بہت کچھ بڑا کر کہا تھا اور ان کے عقیدے کو اس بات پر چاکر دیا
تھا کہ جہاں جہاں وہ جاکر اپنے سکھوں سے لیکر چین والوں تک نیست نابود
کرنے کا حکم دیتے تھے ڈاکٹر صاحب کے بیان کو مطابق کرتے ہیں تو ہر جہاں چین والوں کا کہیں
بہت نہیں ملتا۔ پس امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب ہرگز وہ مضرانی ضرور مطلع فرمائیں گے کہ انہوں
نے چین والوں کا ذکر کہاں سے لیا ہے اور اسکی کیا سند ہے صفحہ ۱۵ میں ڈاکٹر صاحب
مردود فرماتے ہیں "شمالی ہندوستان کے ان سرداروں اور اجاؤں نے جو دل میں
کچھ ناراض تھے ہمارے سید احمد صاحب کے لشکر کو جو چین بھیجی نہیں"۔ اگر ڈاکٹر صاحب اس
مقام پر اپنا مطلب زیادہ وضاحت کر ساتھ بیان کرتے تو نہایت مناسب ہوتا۔ کیونکہ اگر
فقہ سے کسی شخص کو صاف صاف پہلے بات نہیں سمجھ میں آتی کہ پہلے ناراض سرداروں

تھے۔ اور وہ کس سے ناراض تھے۔ علاوہ اس کے جو ماجرا کوہ ہمالیہ میں واقع ہوا تھا اس کے بیان میں صاحب موصوف نے اپنی قوت تخیل سے زیادہ کام لیا ہے اور اس کے بعد فقرہ ذکر میں اس سے بھی کچھ زیادہ خیال بند ہی فرمائی ہے سید احمد صاحب نے جو خلیفہ ۱۸۶۲ء میں مقام پٹنہ معین کیے تھے ان میں سے دو شخص سرحد کی جانب گئے اور انہوں نے وہاں جا کر اس بات کو لوگوں کے خوب ذہن نشین کیا کہ سید احمد صاحب نے انتقال نہیں فرمایا بلکہ وہ صرف بطور کراغائب ہو گئے ہیں آئندہ کسی مناسب وقت میں ایک ملکوئی فرج لیکر ظاہر ہوں گے اور مندرستہ سے کفار کو نکال دینگے۔ یہ بیان محض افتر ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس بیان کو دیکھ کر جو یوں کے ساتویں عقیدہ کے اس معنی کی تصدیق کے واسطے وجہ کیا ہے جو انہوں نے اپنی طرف سے بیان فرمائی ہیں شاید ڈاکٹر صاحب نے یہ بات کسی ایسے شخص کی زبانی سنی ہوگی جو دیکھ کر ان کے مخالفت عقیدہ رکھتا ہو گا یا دیکھ کر ان پر جھوٹا الزام لگانے کی واسطے آواز ہو گا کیسی افسوس کی بات ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب میں مسلمانوں کے عقائد بیان کرنے میں نہایت لہجہ باتوں پر بھروسہ کیا ہے اور ایک ایسے عالم نے صریح ظلمت و نور میں امتیاز نہیں کی جس کے سبب سے اس کی ہوشیاری میں بڑا بٹا لگتا ہے ایک اور فقرہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی کتاب میں ایسا لکھا ہے کہ جو انگریز اپنی رعایا کے دلوں میں اپنی محبت کا تخم بویا چاہتے

وہ عقیدہ یہ ہے۔ جو از اہل صحابہ اپنے رسالے کے صفحہ ۸ میں ڈاکٹر صاحب سے نقل کیا ہے۔
 ہتھم مرشد کمال کی اطاعت کرنا ہے۔ لفظ ۱۰ کہا ہے کہ میں نہیں سمجھتا کہ مرشد کے لفظ سے جو ساتویں مسئلہ میں بیان ہوا ہے صنف موصوف کی کیا مراد ہے۔ اگر اس کی مراد ایمان کی رہنمائی ہے تو یہ ایسی غلطی ہے کیونکہ تیسرے مسئلہ کے درجہ پیر پہلے سوچے کسی مرشد کی اطاعت کرنا فرض نہیں ہے۔ اگر ایسی مراد اس کے مذہب اسلام سے ہے تو انکا بیان صحیح ہے۔ مگر صاحب موصوف ایک بات کا بیان کرنا نہیں لگتے ہیں وہ یہ ہے کہ جب تک کوئی کافر پادشاہ مسلمانوں کے مذہب میں دست اندازی نہ کرے حکومت تک اپنے اس کافر کی اطاعت کرنا فرض ہے۔

میں وہ ہرگز ایسے فقرہ کو نہ کہیں گے جس سے ان کے طلب میں خلل پڑتا ہے وہ فقرہ یہ ہے
 ہر ایک مسلمان نے جو اس قدر سسر گرم تھا کہ عیسائی گورنمنٹ کو عہد میں خاموش نہیں رہ سکتا تھا
 اپنی کربان دہی اور ستانا کے لشکر میں جانے کو مستعد ہوا پس تمام ایسے مسلمانوں کی نسبت
 جو چپ چاپ ہندوستان میں بیٹھے تھے یہ کہیں عیسائی عام تہمت ہے معلوم ہوتا ہے شاید ڈاکٹر
 صاحب اس بات سے واقف نہیں ہے کہ مسلمانوں کے مذہب میں حضور صا و نابیوں کے عقائد
 کے موافق اس باب میں کیا بدہمت ہو یا شاید ڈاکٹر صاحب دیکھ دو انستہ ان کے معنی غلط کیا
 کرتے ہیں وہابی لوگ اپنی رسول کے احکام کی سچی اطاعت کرتے ہیں اور یہ بات مشہور
 ہے کہ جب آنحضرت کو زمانہ میں مکہ کے مسلمانوں کو اذیت پہنچی تو آنحضرت نے اپنے بچے پر زور
 کو حکم دیا کہ پیش کے عیسائی سلطنت میں جا کر پناہ لیں پس ایسے ہی بات کہنا کہ بچے مسلمان انگریزی
 سلطنت میں خاموش نہیں رہ سکتے تھے اور سرحد پر جانا چاہتے تھے محض فقرہ ہے کیا ڈاکٹر
 صاحب کے نزدیک جو مسلمان ہندوستان میں باقی رہے تھے ان میں کوئی ایسی بچا مسلمان
 نہ تھا۔ میں نے یہ بیان کیا تھا کہ جو لوگ جہاد کو واسطے سرحد پر جمع ہوئے تھے وہ گورنمنٹ انگریزی
 پر جہاد کرنا نہیں چاہتے تھے چنانچہ میرے اس بیان کی تصدیق ڈاکٹر صاحب کی اس
 تحریر سے ہوتی ہے جو ان کی کتاب کے صفحہ ۲۳ میں موجود ہے وہ کہتے ہیں کہ اسی سال یعنی
 ۱۸۵۸ء میں انہوں نے ہمارے ایک بیٹی یعنی ریاست ہب کے سردار پرچاک کیا جس کے سبب
 انگریزی فوج کا روانہ کرنا ضرور معلوم ہوا بعد اُس کے ڈاکٹر صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ میں ان
 زیادتیوں اور لوٹ کھسوٹ اور قتل و قتال کا مفصل ذکر نہیں کرتا جس کا باعث ۱۸۵۸ء میں
 گورنمنٹ انگریزی کو سرحد کی قوموں سے لڑنا پڑا اور اس عرصہ میں سرحد کی قوموں کو ہمیشہ
 متعصب مسلمانوں نے گورنمنٹ انگریزی کی مخالفت پر برنگھینتہ رکھا پس میں پوچھتا ہوں
 کہ ڈاکٹر صاحب پھر اس بیان کی سند کیا کہتے ہیں اور ان کو کیسے معلوم ہوا کہ سرحد
 کی قوموں کی بہرہ دہی مخالفت متعصب مسلمانوں کے برانگھینتہ کرنے سے تھی اگر صاحب

بچے اس خیال کو اس بنا پر پیدا کیا ہے کہ سرحد کی قومیں سیکڑوں برس سے ان لوگوں کے ساتھ جنگ پر غاش رکھتی تھیں جو ان کے متصل رہتے تھے تو میری دلنست میں صاحب مٹوا کی جانب سے ہمارے مسلمانوں پر ناحق کی قہمت ہو اور جب کہ اس کے سبب سے سخت حیرت ہو کیونکہ قومیں تو خود ہی اس قدر جنگ جو اور پر کینہ ہیں کہ ان کو کسی کی ترغیب و تحریک کی ضرورت ہی نہیں ہے اس کے بعد صاحب حضرت کہتے ہیں کہ اس عرصہ میں یعنی ۱۸۵۷ء میں ان باغیوں نے جو ستان میں تھے بظور دشمنی یہ کام کیا کہ خود تو سرکاری فوج سے علائقہ مقابل نہ ہوئی مگر وہ پردہ سرحد کی قوموں کے دلوں میں جو شش معروض پیدا کرتے رہے اور تعصبات افراں کی طبیعتوں میں ڈالتے رہے۔ مگر ان کے اس بیان سے میرے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ جس جہاد کا منصوبہ ہندوستان میں ہوا تھا وہ سکھوں کی نسبت تھا گوڑنٹ انگریزی پر حملہ کرنے کے واسطے نہ تھا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو جو لوگ نہیں جو شش کے پیدا کرنے میں اس سرگرمی کو وہ اپنی جوش میں آکر پہنچتے تھے دوسرے میں تاک گوڑنٹ انگریزی پر حملہ کرنے سے باز نہ رہتا اور ہم ایک ایسی بات ہو جو میری دلنست میں لوگ تسلیم کریں مگر ڈاکٹر نے صاحب اس قابل تسلیم بات سے اس لیے اپنی لاطمی ظاہر کرتے ہیں کہ اس کے سبب سے ان کا یہ قصہ نہایت پر تاثیر ہو جاوے اور جو سرنامہ انہوں نے اپنی کتاب کو واسطے تحریر کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ کیا ہندوستان کے مسلمانوں پر ملکہ معظمہ پر جہاد کرنا فرض ہے؟ اس سرنامہ کے معنی کو تقویت حاصل ہو اب ہم ۱۸۵۷ء و ۱۸۵۸ء و ۱۸۵۹ء کا ذکر کرتے ہیں ڈاکٹر نے صاحب یہاں فرماتے ہیں کہ ۱۸۵۷ء میں ستانہ کراچیوں نے گوڑنٹ انگریزی پر حملہ کرنے کے لیے ایک عام سازش کرنی چاہی اور نہایت جرأت کے ساتھ انہوں نے گوڑنٹ انگریزی سے اس بات کا تقاضا کیا کہ وہ ان کو ایک تاون کے دھول بن مدودی اپنی کتاب کے حاشیہ میں ایک مقام پر صاحب صوفی کے خاص کر یہ بیان کیا کہ قوم یوسف زئی اور پنج تارہی اس سازش میں متثر نہ تھیں پس میں یہ بات جانتا ہوں کہ البتہ یہ نہیں چاہی و نہ تو میں ۱۸۵۷ء میں گوڑنٹ انگریزی سے

لڑنے کا ضرور ارادہ رکھتے ہوں گے۔ اس لیے کہ اس جنگ میں لوٹ کھسوٹ اور ونوئی فائدہ
 کا نہایت عمدہ موقع حاصل تھا۔ اور اس عرصہ میں بلاشبہ بہت سی قومیں ہی اس بات پر تھی
 آنا وہ تہیں کہ ان کو چاہے ستانا کے باغیوں کی سحر کی ضرورت تھی علاوہ اس کے اس
 بات کو سن کر ہر شخص تعجب کر گیا کہ جب ۱۸۵۷ء میں ستانا کے باغیوں کی جانب سے کسی عام
 سازش ہوئی تھی تو صرف ایک ہی برس بعد یعنی ۱۸۵۸ء میں ستانا اور سرحد کی قوموں کا
 باہم کھون اس قدر نفاق ہو گیا کہ ان قوموں نے اپنے چمکے اور ان کا بڑا مقصد ہر واسطے
 عمر شاہ نامی جنگا ذکر صفحہ ۵۲ کے حاشیہ میں ہے اس حملہ میں مارا گیا میری دوستت میں
 تو اس سے بہت ثابت ہوتا ہے کہ یہاں تو قوموں میں انکا کچھ رعب نہ تھا۔ ڈاکٹر منٹو صاحب کا
 بیان ہے کہ یہ لوگ قرب و جوار کے پہاڑی باشندوں سے حاصل کیا گئے تھے۔
 مگر میری یہ رائے ہے کہ عنایت علی اور ولایت علی کے انتقال کے بعد چند آدمی پہلی جماعت
 میں کے رہ گئے تھے اور وہ اس قدر کمزور تھے اور خود انہی میں باہم اس قدر نفاق تھا
 کہ وہ اس قسم کا ارادہ نہ کر سکتے تھے البتہ ۱۸۶۵ء میں اور اس کے بعد کچھ کار
 فوج کے پڑے ہوئے سپاہی اور کچھ اور لوگ ستانا میں جمع ہو گئے تھے اور ان میں
 اور سلمان تھے اور ہمارے پہلے بیان کے موافق یہ وہی لوگ تھے کہ ہندوستان کے
 جلاوطن کر دیے گئے تھے اب کچھ خود ڈاکٹر منٹو صاحب کے بیان سے بہت بات ثابت ہو گئی
 (صفحہ ۲۰) کہ ۱۸۵۷ء سے لیکر ۱۸۵۸ء تک ان مقصدیوں اور انگریزی فوج
 میں کہی لڑائی نہیں ہوئی جنگا ذکر ڈاکٹر منٹو صاحب نے کہا ہے البتہ ۱۸۵۷ء کے بعد
 کسی لڑائی میں لیکن ان لڑائیوں سے کیا نتیجہ نکلا۔ میری دوستت میں تو ان سے
 صاف صاف یہ نتیجہ نکلا کہ جو کچھ اس سال کے بعد ظہور میں آیا وہ میں اعتراف کرتے ہوئے
 سرکاری فوج کے باجی سپاہی تھے سید احمد شاہ صاحب کو گروہ میں کا ایک شخص ہی
 اس میں شریک تھا اور سب طرح سے ڈاکٹر منٹو صاحب کے اور اقوال کی سند نہیں سہلے انگریز

اس قول کی ہی اصل نہیں ہے کہ جو شعلہ ہندوستان میں پھیرا جاتا اس شعلہ کو ہندوستان کے متعصب مسلمان اور زیادہ بھڑکاتے تھے جو ہنگامی انگریزی گورنمنٹ کے مقبوضہ دیہات میں بچوں کی چوری اور غارتگری اور آتش زدگی وغیرہ کے ظہور میں آئی تھیں ان میں سرحد کی قوموں کی بہت کچھ سادسٹس اور شرکت تھی پس ان ہنگاموں کو سید احمد صاحب کے پیروؤں کی طرف منسوب کرنا اور ان کے باعث ہندوستان کے تمام مسلمانوں کو بہتر کرنا نہایت ہی نازیبا ہے۔

ڈاکٹر منہٹر صاحب کی کتاب اول کے اخیر میں اسپید کی لڑائی اور سرحد کی قوموں کی اس فساد کا بھی ذکر ہے جو ۱۸۵۷ء میں انہوں نے کیا تھا مگر اس مقابلہ کی نسبت میری یہ رائے ہے (اور جو انگریزی اسٹریٹس پر موجود تھے وہ بھی اسکی تصدیق کرتے ہیں) کہ ان کا یہ مقابلہ کچھ مقام ملکا کے باغیوں کی محبت کے سبب ہی نہ تھا بلکہ گورنمنٹ انگریزی نے جو ان کی مرضی کے خلاف ان کے ملک میں ہو کر حملہ کیا تھا اس سبب سے وہ ناراض ہو گئے تھے مگر ان کی ناراضی ہی اسکی بجا نہ تھی اگر انکو یہ اطلاع ہوتی کہ ہم صرف درہ اسپید سے اسے چاہتے ہیں تو غالباً وہ سب گورنمنٹ انگریزی کی طرف دار ہو تین مگر ان کو ہمارے منصوبوں کی اطلاع نہ تھی اس سبب ان کے دل میں شبہ پیدا ہوا اور اسی شبہ کے سبب ہی انہوں نے ستانہ کے گروہ کی طرف داری کی مگر میں یقین کرتا ہوں کہ ایسے موقع پر اگر بجائے پہاڑی قوموں کے انگریز لوگ ہوتے اور ان کو ایسی صورت پیش آتی تو وہ ہی ایسا ہی کرتے

صفحہ ۵۳ میں ڈاکٹر منہٹر صاحب نے محمد سحاق اور محمد یعقوب اور مولوی عبدالمدان تین سرداروں کا ذکر کیا ہے لیکن یہ نہیں لکھا کہ تینوں سردار کہاں سے آئے تھے آیا پٹنہ سے آئے تھے یا جنوبی بنگالہ سے یا شمالی ہندوستان سے یا کہیں اور سے آئے تھے حالانکہ ہر شخص انکے حالات کی تفتیش اور تحقیق کا خزانہ ہے میں ان کے ناموں سے

مخض ناواقف بہن اور گرہین نے ان کی نہایت تحقیقات کی مگر مجھ کو کہین پتہ نہیں لگا۔
 ڈاکٹر منیر صاحب گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے اس بابت پر انٹوس ظاہر کیا ہے کہ گورنمنٹ ہندوستان کے متعصب مسلمانوں کو نہ نکال سکتی ہے اور نہ اس شرط سے گورنمنٹ کا مطیع کر سکتی ہے کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت قبول کریں اور ہندوستان میں اپنے گہروں کو لوٹ آویں (صفحہ ۴۴۴) مگر صاحب موصوف نے بنظر دانشمندی یہ نہیں لکھا کہ وہ متعصب مسلمانوں کے باہر کے باغی تھے یا سید احمد صاحب کے گروہ کے باقی ماندہ لوگ تھے اگر صاحب موصوف اس بات کا بھی مفصل ذکر کرتے تو یہ باب عمدہ طور سے ختم ہو جاتا۔ ڈاکٹر منیر صاحب کی کتاب کے صفحہ ۴۴۵ میں ایک تحریر اور زبردست آدمی تو میاں نامی کی ان زیادتیوں کا ذکر ہے جو اس نے معاملات اراضی کے متعلق کی تھیں اور ہندوؤں کے گائوں کو بچھرا لیا گیا تھا۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ اسی عرصہ میں کسی دولت مند مسلمان کی بیوہ لڑکی کا نکاح بغیر رضامندی اس کے وارثوں کے اس گروہ کے کسی سردار سے ہوا تھا اور ان سب باتوں کو ڈاکٹر منیر صاحب نے نا بیون کی ایک ایسی سازش کا نتیجہ قرار دیا ہے جو انگریزی حکومت کو تہ وبالاً کرنے کے واسطے کی گئی تھی حالانکہ یہ ایسی فضول اور لغو تہمت ہیں کہ ان کا جواب دینا یہی فضولیات معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایسے فساد اور جھگڑے ہمیشہ تمام ہندوستان میں ہوتے رہے ہیں مگر ان کو کہی سہ کار می معاملات سے کچھ سروکار نہیں ہوا اور نہ ان کو کسی نے انگریزوں پر چھاپا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے سید احمد صاحب کی گواہی غائب ہو جانے کے قصہ کو سید قدر مبالغہ اور اصرار کے ساتھ بیان کیا ہے حالانکہ یہ ایک ایسا لغو قصہ ہے جسکو اس وقت کے عام مسلمان ہی اپنے اعتقاد میں نہایت ضعیف سمجھتے ہیں جسے عقیدہ کہ ڈاکٹر صاحب موصوف ان مسلمانوں کی ضعیف الاعتقاد ہی کو لوگوں کے ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں درحقیقت اسکی کچھ اصل نہ تھی۔

اب میں اس مضمون کی ناظرین کو اس خط کے مضمون کی جانب مائل کرتا ہوں جو

بنگالہ کے ایک انجمن الاعتقاد عالم نے لکھا تھا اس خط میں عالم مذکور نے اولاً سید احمد صاحب کے کرامتہ غالب ہونے کی قصہ کی اصیبت دریافت کی ہے اور اسکو بعد اپنے معتقدین کو یہ ہدایت کی ہے کہ وہ وہاں سے اپنے گہروں کو واپس چلے آویں پس ذرا سوچنا چاہیے کہ اس عالم کی اس چٹھی اور اس ہدایت کا نتیجہ کیا نکلتا ہے ہمارے نزدیک تو اس سے صاف یہ عمدہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ شخص اپنی صفائی طبیعت سے بات کو بہت برا سمجھتا تھا کہ مذہبی سرگرمیوں کو دہوکہ بازی سے برا سمجھتا ہے اور اسکا بہرہ منشا ہرگز نہ تھا کہ وہ سلطنت انگریزی میں کسی قسم کا فتور برپا کرے حالانکہ ڈاکٹر صاحب نے اسکو بھی ایک متعصب عالم لکھا ہے ڈاکٹر صاحب کی کتاب کے صفحہ ۱۱۱ میں سید احمد صاحب اور عبدالوہاب کی ایک مفصل تاریخ لکھی ہے وہ تحریر فرماتے ہیں کہ جو بات اہلک ان کے دل میں بطور خواب خیال کے تھی وہ انجام کا ایک آتشین شعلہ بنکر اس درجہ کو پہنچی کہ وہ اپنے دل میں جلا اضلاع ہندوستان میں اسلام کا جہنڈا قائم خیال کرنے لگے اور انگریزوں کے مذہبی آثار کو ان کے نشوون کے ساتھ گویا زمین مدفون سمجھنے لگے پس اسمیں شبہ نہیں کہ سید احمد صاحب اور ڈاکٹر صاحب ایک سمجھو تو مولوی اسمعیل صاحب نے اپنی تمام ہمت کو اس بات پر صرف کیا تھا کہ جہاں تک ممکن ہو ہندوستان میں اپنے مذہب اسلام کی تہذیب اور اصلاح کرنی چاہیے اس لیے کہ ہندوستان میں بہت سی بے اسل بائین مسلمانوں کے مذہب میں داخل ہو گئی تھیں اور سی محافظ سوڈاکٹر صاحب کا یہ قول نہایت صحیح ہے کہ سید احمد صاحب تمام اضلاع ہندوستان میں اپنی مذہبی تہذیب کا جہنڈا قائم کرنا چاہتے تھے مگر ہم بالکل غلط ہے کہ وہ گورنمنٹ انگریزی کے مذہبی نسبت و نابود کر کے انکو میں تہذیبی دست میں ڈاکٹر صاحب کے یہ راہی بالکل بے سند ہے اور اس قابل نہیں ہے کہ اس پر ذرا ہی التفات کیا جاوے جو اظہار سید احمد صاحب نے مسلمانوں کو دی تھی وہ صرف اس بات کی تھی کہ وہ سکھوں پر جہاد کرنے کے لیے آمادہ ہوں پس ڈاکٹر صاحب کی رائے خود سید احمد صاحب کی اس ہدایت ہی باطل ٹھہرتی ہے اور کوئی دینی ایسی کھٹا ہر بھی نہیں کر سکتا تھا

اس لیے کہ وہ ان کے عقائد کے خلاف ہوتی تھیں جانتا ہوں بلکہ جبکہ کامل یقین ہے کہ غالباً اس معاملہ میں ڈاکٹر صاحب کو کسی ایسے شخص نے دہوکہ دیا ہے جو نہایت جھٹکا تھا اور کتنا بوجھ اس تفصیل کو (جو از ایبل سید احمد خان سے ایس آئی نے کی ہے) پڑھنے اور سننے کے بعد کسی منصف فرام کو جبکہ فرقہ اہل حدیث سے عناد نہ ہوگا کسی فرد اہل حدیث کی نسبت (سیدہ مدی ہر خواہ ساکن ٹینڈہ وغیرہ بلاد ہندوستان) ایہ گمان نہ ہوگا کہ اس نے گورنمنٹ کی بغاوت کی ہے یا باغبان گورنمنٹ کو کسی طرح سے مدد دی ہے

اس تفصیل کا مؤید یہ امر بھی ہے کہ سابق و سیرامی لارڈ ڈرپن بالقیاب نے اس گروہ کے ان بوجھوں اشخاص کو (جو سرکاری تحقیقات کر رہے ہیں مجرم بغاوت یا اعانت بغاوت مجرم و ملزم قرار پا کر سیرامی عبور دریا کی شور سزا یاب ہو چکے تھے) اس کا گروہ کیا۔ جبکہ ایک مجرم یہ بھی ہے کہ اس تحقیقات کا مشتبہ ہونا اور ان لوگوں کا اس جرم سے مبری ہونا ثابت ہو گیا تھا۔

یہ اس تحقیقات کے مشتبہ ہونے پر ایک دلیل اندوزن حتمی تمام محرز مضنون کے بعد ہماری نظر سے گذرنے کا احاطہ اس حاشیہ میں مناسب معلوم ہوا۔ وہ دلیل کیا ہے ایک مستقل رسالہ ہے جس کا نام تو ایچ جی بی بی ہے اور اس کا مولف منشی محمد جعفر تھانویسری ہے اور مجملہ ان اشخاص کے جو مقدمہ جرم اعانت بغاوت میں سرکاری تحقیقات سے ماخوذ ہو کر سیرامی عبور دریا سے شور سزا یاب ہوئے تھے اور پھر عہد عاقبت ہند لارڈ ڈرپن میں وہ رہے ہوتی ایک شمارہ ایچ جی بی بی ہے۔

ترتیب وہ رسالہ ایک مدعی یا مدعا علیہ کا بیان ہے جس سے باب شہادت میں قطعی ثبوت نہیں لی سکتا۔ وہ لیکن اس اشتباہ کی تائید سے تو کافی ہیں۔ اور اسکی طرف بیان اور سادگی اظہار سے اسکی ایسی صداقت ظاہر ہوتی ہے جس سے منصف مزاج کو طمانیت ہو سکتی ہے۔ ہم نے اس رسالہ کو متفرق مقامات سے دیکھا ہے جہاں تک ہماری نظر نے گذرنے کی ہے اس رسالہ کو سرکاری تحقیقات کا مشتبہ ہونا بخوبی معلوم ہوا۔

(چنانچہ اشاعت سستہ نمبر ۱۲ جلد ۵ میں بعض مضمون "دونابی اور لارڈ پین" وجہ ثبوت کا بیان ہو چکا ہے) اس بات کو کوئی نہ مانے اور تفصیل آنراہیل سید احمد خان کو صحیح نہ جانے تو اس کے مقابلہ میں اس قوم کی برادرت میں وجہ دوم پیش ہو سکتی ہے۔

تفصیل جب دوم

ان حالات و مقدمات کو مشتبہ نہ کہتے اور سرحدی بغاوتوں میں بعض اہل حدیث کی شرکت یا معاونت تسلیم کر لینے سے عام گروہ اہل حدیث پر الزام بغاوت قائم نہ ہو سکنے کی وجہ یہ ہے کہ بعض افراد و چند اشخاص کا فعل تمام قوم کا فعل ہو سکتا اور نہ اس فعل سے جملہ اشخاص قوم یا اس کے مذہب پر الزام عاید ہو سکتا ہے۔ یہہ ہو تو دنیا میں کوئی قوم مذہب یا غیر مذہب مسلم یا غیر مسلم بغاوت سے بری نہیں ہو سکتی کیونکہ ہر ایک قوم اور

اور ہمارا یہ وطن غالب و قوی ہو گیا کہ پٹنہ یا کسی ضلع ہندوستان کے کسی اہل اسلام نے گورنمنٹ کو باغیوں کو مدد نہیں دی۔ سرحدی لوگوں میں سے جسکو سب سے کچھ دیا ہے وہ انکو باغی سمجھ کر نہیں دیا اپنا قرابتی اور غریب الوطن اور خوف مواخذہ سے مفرور اور ایک جائے امن میں محصور سمجھ کر دیا ہے (چنانچہ سید احمد خان نے بیان کیا ہے) اور اس مقدمہ میں جو ان لوگوں کے ذمہ الزام اعانت بغاوت قائم کیا گیا تھا اس میں ثبوت اور چوٹی شہادت کا بہت دخل ہوا ہے۔

اگرچہ سب سے اولت سے خارجا پوری واقفیت نہیں رکھتے مگر صرف اتفاقاً ایک دفعہ ۱۸۶۳ء میں سہلہ جاتے ہوئے ایک دست کرمان پرانیالہ چھاؤنی میں سہڑ انکو دیکھا ہے) مگر انکا کلام "بیرت الرجل بقالتہ" جسکو انگریزی میں ان الفاظ سے تفسیر کیا جاتا ہے "راہبیرت"

راہبیرت یا رتھی ہنر سپیچ) سہکو صاف بتاتا ہے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے اور الٹا

Aman is known by his speech.

نہیں ہے جسکو ہمارے اس بیان میں شک نہ ہو اسکا اصل رسالہ ۸ وجہ ثبوت پرانیالہ چھاؤنی سے مولف کو پاس سے ملتا ہے) منگل سے اور ملاحظہ فرمائے۔

بیتھیا لکھیہ پٹنہ بیان

ہر ایک ملک میں بعض افراد سے خود اپنی ہی سلطنت کی بقاوت و بدخواہی وقوع میں آتی ہے۔ جبکہ نظائر یورپ، ایشیا وغیرہ ممالک میں ایک نہیں صدہا موجود ہیں اور کچھ دو چار نظیریں اس مقام میں ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) مہذب ملکوں اور سلطنتوں میں ان کے اپنی ہی قوم کے بعض افراد میں ڈاؤنٹا

سیت کا سلسلہ جاری ہے

(۲) بہت سلاطین یورپ و ایشیا کو انہی کے ہم قوم وہم مذہب کے اشخاص نے ہلاک کیا۔

(۳) - ہماری ملکہ قیصر مہند پر اس کے ہم قوم وہم مذہب لوگوں نے (جن میں ایک حضرت سکھین بھی ہیں جنہوں نے تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ ان پر گولی چلائی تھی) کوئی دفعہ حملہ کیا۔

(۴) اس وقت جو یورپ میں اور خاص کر لندن ایرلینڈ وغیرہ میں ایریش وغیرہ کے فساد کا بازار گرم ہے وہ اپنے ہی ہم قوم وہم مذہب اشخاص کے ہاتھوں سے ہو رہا ہے۔

و علیٰ ہذا القیاس۔

و مہذا ان شخصی اور افرادی مخالفتوں کے سبب ان تمام اقوام عیسائی کو کوئی شخص باہر قومین قرار نہیں دیتا بلکہ آج کل کے مفہدین ایریش کے لیے شریک ہو رہی ہے کہ انکو بددستار ملے تاکہ وہ بے روزگاری کے سبب پھر فساد نگریں پس الحدیث کہ بعض افراد کے ذاتی اور شخصی بقاوت کے سبب (اگر اُسکا وقت تسلیم کر لیا جاوے) کل گروہ اہل حدیث کو باعنی بدخواہ سلطنت کیوں کہ قرار دیا جاسکتا ہے خصوصاً اس حالت میں کہ ہر قوم کے اکثر اکابر اور پیشواؤں نے نازک وقتوں میں گورنمنٹ کی خیر خواہی ثابت کر دکھائی ہو۔ اسی نظر سے سابق لغٹ گورنر پنجاب سر مہری دیوس صاحب نے باوجود تسلیم اس امر کے کہ بعض اضلاع ہندوستان کے بعض شخصوں نے اہل حدیث کی گورنمنٹ کو مخالفتوں کو ہر دوئی ہے)

کل فرقہ اہل حدیث کو بدخواہ سلطنت فرارند یا بلکہ اہل حدیث پنجاب کا خیر خواہ گورنمنٹ ہونما
بذریعہ سرکلر مورخہ ۲۹ - اکتوبر ۱۹۰۷ء مشتمل کیا۔

ہمارے ایک اسلامی پبلیٹیشن بزرگ کا یہ قول ہے جو از قومی یکے بیدار نشی کر دینا
نہ کہ رائنٹرت مانند نہ مر را بد ہمارے اس بیان کا مخالفت نہیں۔ اس قول سے ان کا
یہ مقصد نہیں ہے کہ ایسا ہونا چاہیے یا یہ عقل و انصاف کا مقتضی ہے۔ بلکہ اس قول سے ان کا
مقصد وہ ہے کہ عام لوگوں میں (جو عقل و انصاف کی پابند نہیں) ایسا ہوتا ہے وہ ایک
کے فعل سے اس کے سب گروہ کو برا سمجھتے ہیں کہ عقل و انصاف کے رد سے یہ امر جائز نہ ہو
اس وجہ دوم کو چشم انصاف سے دیکھنے کے بعد تو سرحدی بناؤ تو ان دس از نشون کو اہل
حدیث کے ذمہ لگانے والے ہی یقین کر سکتے ہیں کہ ان بناؤ تو ان دس از نشون کے
سبب اگر انکو واقعی تسلیم کر لیا جاوے گی کل گروہ اہل حدیث کو بدخواہ سلطنت قرار دینا انصاف
کے مخالفت ہے۔ بالجملہ ہماری اس طوائف (مگر ضروری) بحجت سے عام ناظریں اور ناقص
عہدہ داران گورنمنٹ کو امر سوم کا یقین ہوگا۔ جیسا گورنمنٹ کو پہلے ہی سے
اس امر کا یقین ہے۔

تائیدات امر تینم ہوئیں۔ امید ہے گورنمنٹ ہماری درخواست کی طرت توجہ کرنے
کے وقت ان تائیدات کو پیش چشم رکھے گی اور اس خیر خواہ فرقہ کو اس ناسزا لقب
و دہائی سے مخاطب کرنے سے معاف فرمائیں گی۔ اور اپنے ملازموں اور عہدہ داروں کے
نام بذریعہ سرکلر عام اور قطعی حکم نافذ کرے گی کہ وہ سرکاری تحریرات و احکام میں
اس گروہ کو اس لفظ سے مخاطب کیا کریں۔ انکو پڑا لقب اہل حدیث سے انکو مخاطب کیا کریں۔
گورنمنٹ نے ہماری اس درخواست کی طرف توجہ نہ کی تو لوگوں میں تنازع و
اختلاف پہیلے گا۔ اور لائیکل کی نالاشون کا دروازہ کھلیگا۔ جس سے پہلو سرکاری

لاہور میں اس تمہت و ذہیت کو اٹھانے کے لیے ایک خاص کمیٹی قائم ہوئی ہے جو

عہدہ داروں پر جو وقتاً فوقتاً بعض خاص خواہ اشخاص اہل حدیث کو دہائی کہہ دیتے ہیں لادیل کی ناشین دائر ہوگی۔ ان کے ساتھ ہی ان اخبار نویسوں پر جو اپنی اخباروں میں اس گروہ کے حق میں یہ لفظ استعمال کرتے ہیں۔ ان کے بعد اہل حدیث کو مقابلہ فرقہ ماننے اسلامی کے بعض اشخاص پر جو اس لفظ سے انکو یاد کرتے ہیں۔ سکا نتیجہ مجھ اسکے کہ عوام میں باہم بغض و عناد پیدا ہو اور انکو باہمی اتحاد و امن میں خلل واقع ہوا اور کچھ نہ بچے گا۔

ہماری دہی اور انگریزی اخباروں کے ایڈیٹرز جو وقتاً فوقتاً اس گروہ کو دہائی کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور آج کل اس گروہ کے دلیل رسالہ اشاعت ہوتے کہ وہ دہائی اخبار لکھتے ہیں جیسے ایڈیٹر ایڈیٹرز اور سول ڈپٹی گزٹ لاہور مسلم سہ ماہی اس۔ اودہ جہاں کہو پریس الاخبار مدراس۔ اخبار جہاں عالم تصویر کا پورٹریٹ (الاخبار وغیرہ) اس میں کچھ کلمات اور اسان کی نگاہ کریں۔ اور ہمارے اس مضمون کا خلاصہ اپنی اخباروں میں درج کر کے اس دل شکن و ذہن مبہر لفظ کی استعمال پر غور کریں۔ گورنمنٹ کی توجہ کو منتظر رہیں ایسا تو کہ ہم اور وہ بجائے دوستانہ ملاقات عداوت کے کروں میں باہم ملاقات کریں اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں اور اس کے خارجہ میں ان چٹھیات سرکاری کو نقل کرنے ہیں جبکہ انہیں مضمون میں حوالہ دینے چاہیے ہیں

محمد بن یونس (جو اپنے قومی مخالفت یا بدعت کی مجلس) کو نام سے موسوم ہوا ہے۔ اس کیسی کے ممبروں نے اس امر پر کہ میں نے سب سے پہلے ایک مضمون کی آمدی اور مندرجہ ذیلہ تسلیم کر لی ہے۔ اس مضمون کی گورنمنٹ اور عوام میں ہر جگہ پھیلائی ہوئی اور عدالت تک پہنچ کر تو یہیں ہے کہ کام ہندوستان کے لوگ اس کیسی کے ممبروں کو باہم کے اور اپنی آمدی سے کافی مدد پیر اس کی مدد کو دینگے۔

خاتمہ متضمن نقل چیمپیات

نقل مرسلہ اردو گورنمنٹ پنجاب بمبر کلر انگریزی مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۸۵۷ء

از عکرمہ عالیہ گورنمنٹ پنجاب دہلی

مہر عدالت

گورنمنٹ پنجاب

نام مولوی محمد حسین مولوی سید احمد دست درگاہ سلطان

سب لار شاہ جناب علی القاب نواب لغٹٹ گورنر بہادر جناب نواب مختار علی بہادر کیسٹن سے اوس عرصی کا جواب لکھا جاتا ہے جس پر قریب تین سو افخاص کے دستخط ہیں اور حسین کوئی ہزار دن اشخاص کی رائے اور خواہشوں کا اظہار ہے جو اہل اسلام میں سے اوس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں جو عوام الناس میں دہلی کے نام سے مشہور ہیں۔

(۲) ساکون کا بیان ہے کہ اگرچہ وہ ایسے خیر خواہ سلطنت میں جیسے کوئی اور رعایا حضرت علیا ملکہ معظمہ دام اقبالہا میں سے تو یہی وہ سبب اشتباہ بدخواہی بہت سی تکلیفوں کے زینبار اور کمی ایک لاچار یوں کے متحمل کیے جاتے ہیں کہ وہ اپنے مذہب کی رسوم کو آزادانہ کے ساتھ ادا کرنے نہیں پاتے حالانکہ ملکہ معظمہ کے ہمت ہمارے سب کو آزادی کا وعدہ کیا کہ وہ مسجدوں سے اور اسلامی جلو سون سے الگ کیے جاتے ہیں اور لوگ عموماً سرکار کے طریقہ کی پیروی کر کے انکو حقارت اور بے اعتباری سے دیکھتے ہیں کہ کسی دہلی کے لیے عدالت ہائے قانونی میں انصاف پانا بھی ناممکن ہے کیونکہ اس کی ملت کو حال معلوم ہوتی ہے حاکم عدالت انڈیا کے برخلاف بدبر ہو جاتا ہے۔ اخیر میں ان کی یہ درخواست ہے کہ وہ گورنمنٹ کو اعتبار دینے کے جاوین کہ گون کو روکا جاوے کہ وہ ان کو بدخواہ سلطنت نہ خیال کریں اور ان سے ایسا سلوک نہ کریں جیسا بدخواہوں کے ساتھ ہوتا ہے کہ وہ خبر گیری اور نظر بندی سے خلاص کیے جاوین اور اپنے مذہب کی رسوم کو آزادانہ ادا کرنے پائیں اور یہ کہ ملازمان سرکار جو دہلی راہوں کے مقرر ہیں وہ آئندہ شبہ سوسری ہوں اور ترقی سے محروم نہ رہیں۔

(۳) جناب نواب لغٹٹ گورنر بہادر جناب میں کہ سائل اپنی تکالیف کا اظہار کے لیے

پیش قدم ہو کر اور ان کی درخواست کو پورے جواب دہی کر آمادہ ہیں۔ اول حسب حکم جناب نواب
مغز الیہ بہادر قلبی ہے کہ اگر مسائل نام و نامی کو رد کرتے ہیں لیکن بہرہ وہ نام ہے جس سے وہ گوارا
شہر میں اور جان تک لقب مذکور تحریر یہ امین مستعمل ہوا ہے حقاقت کے کلمہ کے
طور میں ہوا ہے۔

(۴) ناموایے اس کے جناب علی القاب نواب مختتم الیہ بہادر اس مضمون کے ملاحظہ فرمائیے
محرظہ سے کہ مسائل بالکل خیال بخیرا ہی دولت حضرت علیا ملک معظمہ و ام سلطنت سے ہی منکر
ہیں اور اسے تین ادوں و مابینوں کے حرکات مخالفت اور سا کون سے جو کئی سالوں سے
تحقیق فقہ پر داری یا ظاہر مخالفت میں مشغول رہے ہیں بالکل بے تعلق ظاہر کرتے ہیں مگر
نواب مغز الیہ بہادر ان گذشتہ اطینانی کے قبول کرنے کے لیے بہرہ وجہ رضامند ہیں اس
جماعت کے جس کی طرف سے مسائل معروف رسالہ میں کچھ عرصہ گذشتہ سے پنجاب میں
رہایت خیر خواہی اور شستی کے طریقہ سے سلوک رکھا اور جناب معظم الیہ بہادر ان کو یقین
دلانے میں کہ جب تک کہ وہ حضرت ملک معظمہ کی نیاب و رعایا کی مانند کار بند رہیں گے سرکار
بادشاہ کو براہ راستی ہر باہی سے سلوک کرنے کی جیسے کسی اور حالت رعایا ملک محمد و
سے۔ اگر فرقہ المشہور و نامی کی نسبت بدگمانی رہی ہے تو اسکا باعث یہ ہے کہ اس کے اراکین
میں سے بہت فرخندہ ہندوستان کے دیگر حصوں میں طریقہ بدخواہی سے کام کیا جا سکے
اس معاملہ میں کہ انہوں نے اس گروہ باعیان کو امدادی جو مقام ملک اسر مدینہ پر آباد ہیں
لیکن جناب نواب لٹنٹ گورنر بہادر کا بہہ نشا نہیں ہے کہ اور ان کے جرائم سالیوں کو
یا کسی اور کے جو ان کی طرف سے خیر خواہی چست کا اظہار کریں اور نیکو رعایا کی مانند
کار بند ہیں ذمہ لگاویں۔

(۵) بحوالہ لاچاری ٹائے در باب پرستش مذہبی حسب الاشاہ جناب نواب لٹنٹ گورنر
بہادر مرقوم ہے کہ جناب نواب مختتم الیہ بہادر چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ عالیہ کے اہستہ۔

کی جنگی رو سے ہر ملت کے پیروں کو استحقاق ہے کہ اپنی پرستش بلا بندش کریں تا وقتیکہ امن عوامہ کو خطرہ نہ پڑے ہر طرف سے تعمیل کی جاوے۔ لیکن جو مخالفت و باہی طریق کی پرتیز کے عام عمل کے باب میں ہے وہ خود اہل اسلام کی طرف سے ہے نہ سرکار سے۔ وہ باہی ایک فرقہ ایسے اشخاص کا ہے جو اس طریقہ اہل اسلام سے جو عموماً پنجاب میں راج سے اتفاق لگتی نہیں کرتے اور گو وہ اپنے مسجدوں میں اپنی رسوم کے آزادانہ عمل کرنے اور اس جگہ اپنے نماز مسکنوں کے وقف کرنے کے استحقاق کا اظہار کریں لیکن وہ اون مساجد کے استعمال کے باہی میں جو راشد مسلمانوں کی ذمہ سے اور انکی استعمال کے لیے بنی ہوئی ہیں ہزار نہیں کر سکتے (۱۷) جہاں تک کہ پولیس کا تعلق ہے فی الحال وہ باہی کسی خاص نظر بندی میں نہیں ہیں اور جناب نواب لغت گورنر بہادر ساکنوں کے گذارشات اطمینانی سے اس امر کے یقین کرنے کو بہت خوش ہیں کہ اسکے آئندہ ہی ضرورت نہ پڑے گی

(۱۸) علاوہ برین سرکار اپنے اون اہلکاروں کو جو ساکنوں کی ملت میں ہر ماہ باہی میں نہیں دیکھتے اور نہ ان کو ترقی سے محروم رکھتی ہے جو کچھ اپنے ملازموں سے سرکار چاہتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنے ذرائع کے انجام میں سرگرمی ظاہر کریں اور جیت خیر خواہی سے ملیکس رہیں۔ اس کے ثبوت میں تذکرہ لکھا جاتا ہے کہ سیدہ ایت علی تحصیلدار بہاولپور فرقہ وہابی میں بہت مشہور ہیں کچھ عرصہ ہوا کہ عہدہ کسٹریشن پر ترقی ہوئے اور کم سے کم ایک اور شخص کا نام جو اسی ملت میں سے ہے اور جسکی خدات اکثر دفعہ پست ہو میں ایسی ہی ترقی کے لیے جو کسی مناسب وقت پر عمل میں آویں فہرست میں درج ہے

(۱۹) جناب علی القاب نواب لغت گورنر بہادر خوش ہیں کہ انکو بہت مرقہ ساکنوں کے اطمینان کرنے کا ملاکہ جب تک اون کا چال و چلن ایسے نیک و درست ہے اور ایسا خیر خواہانہ جیسی کہ اب ہے رہیگا تو اون سے سرکار باوقار نامہ باہی سے نہ سلوک کریگی۔ یہی ہر ملت صاحبان کسٹرنان ملت باہی کی اطلاع کے لیے بھی جا رہیگی۔ فقط ۱۰ نومبر ۱۸۷۶ء کو مری۔

ترجمہ یادداشت گوئنٹ ملک مغرب شمال نمبر ۲۴ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۶۲

اصل یادداشت
حصہ نگری میں

صدیفہ عام

ملک شمال مغرب دادہ انرکب لکھنؤ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۶۲

یادداشت گوئنٹ

ملک و ہند میں پھر اشاعتی اسٹیٹ لائبریری کی درخواست (موسم گوئنٹ رپورٹ میں) اخبارات اور
 مورخہ ۱۱ جنوری ۱۹۶۲ء کے جواب میں لکھا جاتا ہے کہ راقم کو اس کا سخت افسوس ہے کہ ان خطبات کی
 رپورٹ سالانہ باب ۱۹۶۱ء میں ملک و ہند میں مذکور گاندھی خطبات نامہ سے لیا گیا ہے جو ان کو
 ناگوار کر رہا ہے لفظ پر وہ اعتراض کرتے ہیں۔ وہ اس غرض سے نہیں لکھا گیا کہ ان پر کسی طرح کا جوت
 اوی اور ابیدہ کمال اعتبار اس پر کیا جائے گا۔ (دستخط) اس رپورٹ میں سیکرٹری گوئنٹ
 ملک شمال مغرب دادہ۔

ترجمہ سٹی ڈبلیو جی ڈارٹ فیڈ صاحب

اصل سٹی ڈبلیو جی
ڈارٹ صاحب

قائم مقام کمنشنر سابق واپلی

سروروی اندر حسین اور ان کے سروروی اشرف حسین صاحب نے سو دیگر مردم خاندان کے سروروی کی
 سیم کی خدمت میں جان بچانی تھی اس وقت میں برہنہ کو اپنی گتے کے گتے سے جوت میں وہ رضی پڑی تھی
 سو اپنی مکان میں ساتھ میں رہنے لگا کہنا۔ آخر سرکاری کتب میں پہنچا دیا۔ ان کے بیان سے
 ظاہر ہوا کہ سروروی ڈبلیو جی ڈارٹ نے اس وقت میں جو ان کو مکان میں لگی تھی۔ میں خیال
 کرتا ہوں یہ اس وقت ہے ان کو باس چھپانے اس وقت میں صاحب اور جرنیل برن صاحب اور کرنل شیلنگ
 صاحب نے سیم کی خدمت میں اور سروروی کتب کے ایک کل جمعیت کو یاد دہی انکو دوسوروی سے
 ایک تہہ اور چار سو روپیہ ایک مرتبہ انعام ملا اور سات سو روپیہ جو میں گراں مکانات کو ملا۔ بس خاندان
 قابلِ ملاحظہ اور مہربانی ہے

ڈبلیو جی ڈارٹ فیڈ قائم مقام کمنشنر

ترجمہ چھٹی ایچ جی ای ٹیک صاحب بہادر سائیکشنر دہلی

اصل انگریزی میں ہے
انگریزی میں ہے

میں نے بچپن میں خود دیکھا اور میم صاحب سیکریٹری سبانی بحقیقت یہ سائیکٹ
دوست ہے اور اس میں بہہ لگا ہے کہ مولوی نذیر حسین اور شریف حسین نے
انکی جان و شمنوں سے بجائی

جی ای ٹیک صاحب

۱۴ دسمبر ۱۹۵۸ء

ترجمہ چھٹی ایچ جی ای ٹیک صاحب بہادر سائیکشنر دہلی

اصل انگریزی میں ہے
انگریزی میں ہے

مولوی نذیر حسین دہلی کے ایک بڑے رہنما (بانا مور) مولوی مہن جنہوں نے مشکل وقتوں
میں اپنی نیک حلالی گورنٹ پر ثابت کی ہے اب وہ اپنے فرض زیارت کعبہ کی ادا کرنے
کو جاتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جس کسی ہنس بریش گورنٹ کی وہ مدد چاہیں گے وہ
انکو مدد دیکھا کیونکہ وہ کامل طور سے اس مدد کے مستحق ہیں۔

جی ای ٹیک صاحب

۱۰ اگست ۱۹۵۸ء

نقل مراسلہ گورنٹ پنجاب بنام ایڈیٹر اشاعت

مترجمہ فضیلت پناہ ابو سعید مولوی محمد حسین بجاہت باشتند۔ واضح ہو کہ آپکا اشاعت
نمبر دو از دسمبر ماہ ۱۹۵۸ء اور رسالہ حاجت قبل ازین ملاحظہ سے گزری آپ کی تحریر
مشعر ترقی را بطہ و اتحاد مابین اقوام اہل اسلام و سدکار انگلشیہ قابل تحسین ہیں۔
اور آپکی سعی و بارہ امر مذکور باعث مسرت و شکر ہے۔ فقط

مرقوم ۲۳ مئی ۱۹۵۸ء

منقار شمس (نمبر ۵۷)

نقل رو بکار ترکی سید عثمان باپشاکماندر نجف کو روز حجاز۔

مدینہ منورہ محافطین علیہ السلام

ترجمہ

سعاد تلو آفندیہم حضرت قلمی	بجانب محافطین مدینہ منورہ
علمای ہندیکہ دن کدر حسین ایلمہ فلا زمین لندت	سعادت آب حضرت صاحب
برافتر حقیقہ کندی ہمشہری کظرفندت اسناد	ہندوستانی مولویوں
اعتراف اولعلہ ہما ممکنہ جہ کندی ولری بالول لحدہ	سوزید حسین اور ایک شخص
حقیقات ہجرت اجماع قلمش و فقط اسناد واقع من کوردن	انکے شاگردوں سے اندر
مورخ الہمیان برا قلمی ثابت اولین اولین لندت	پران کے ہم وطنوں کی طرف
اور اجہ دہ شاید خطر کذا جو یولدہ بر سو زایدیکہ	جو ستر (والی) ہر نیکی تہمت لگاؤ
جک اولور ایستہ برات د متکرمی معلوم اولوق	گئی تھی اسکی زبان دونوں
اور دہ بیان کیفیتہ اجدار قلمی اولبابدہ	مواخذہ کے امور دینی
امرو ادادہ آفندیہم حضرت قلمی زندر	کی گئی مگر اس تہمت سوان
فی ۲۷ ذ الحجہ سنہ ۱۲۶۷ قمرین اول سنہ	کابری ذمہ ہونا ثابت ہوا
ذالی رقومانداریجا	وہ ان ہی اگر ان کے حق میں
مکہ مکرمہ دہنا	اس قسم کا کوئی الزام لگا یا

عثمان

جاوے تو اس سے اسکی برابرت ذمہ معلوم ہونے کے لیے یہی تحریر کی جاتی ہے۔

۹۹

سید عثمان نوری گورنر گماندر نجف عربستان از مکہ تاریخ ۱۶ راجح سنہ ۱۲۶۷ شریفین اول

اس سو بکار ترکی کا نوڈ گراف ہمارے پاس موجود ہے کہ بتاؤ اس نوڈ گراف کو ملاحظہ کر سکتا ہے۔

المحدث قدیم میں یا حیدر

اہل الحدیث ہم اہل النبی ان ہم صحبوا أنفسہ نقاسہ صحبوا

جو لوگ اس زمانہ میں بلا تقلید فقہا حدیث پر عمل کرتے ہیں وہ اہل حدیث کہلاتے ہیں۔ اور اپنے لقب کو قدیم بتاتے ہیں۔

انکے مخالف مقلدین فقہا ان کو نیا فرقہ اور ان کے مذہب کو نیا مذہب کہتے ہیں اور بجا کر اہل حدیث انکا وہابی نام رکھتے ہیں۔

انکی (مخالفین) کی غلطی خیال و مقال ہم کسی دفعہ پہلے ہی بیان کر چکے ہیں۔ ۱۸۶۲ء و ۱۸۶۳ء میں جلد سوم و ۵۵ اشاعت سترہ کے کئی نمبروں میں بہت ثابت کر چکے ہیں کہ یہ لوگ وہابی نہیں ہیں اور ان کو وہابی کہنے کی کوئی وجہ نہیں اور محمد بن عبدالوہاب نجدی جسکی طرف وہابی فرقہ کو منسوب کیا جاتا ہے تیرہویں صدی ہجری میں پیدا ہوا اور یہ فرقہ اہل حدیث پہلی صدی سے جلا آتا ہے۔ اس فرقہ اہل حدیث کو وہابی کہنا ایسا ہے

جیسا اہل کتاب کا حضرت ابراہیم کو یہودی یا نصرانی کہنا جسکے جواب میں خدا ایتھانے قرآن میں فرماتا ہے کہ تو راہیت و انجیل (جنہر یہودیت و نصرانیت کی بنا قائم ہوئی ہے) تو حضرت ابراہیم کے پیچھے نازل ہوئی پھر ابراہیم کو یہودی یا نصرانی کہنا کیا مننے رکھتا ہے؟۔ ان پر چون میں یہ یہی کہا

یا اہل الکتاب حاجت فی ابواھیم وما انزلت الیہ کتاب ولا انجیل الا من بعدا و افلا تعقلون فانتم ہرکوا حاجتہم فیما لکم بعلم فلم حاجتہم فیما لیس لکم بعلم و اللہ یعلم و انتم لاتعلمون یا کان ابراہیم یہودیا و نصرانیا و لکن کان حنیفا مسلما و ما کان من المشرکین (ال عمران ع ۷)

کیا تھا کہ عبدالوہاب نجدی سے اہل حدیث ہند نے کسی وجہ سے استفادہ نہیں کیا۔ نہ کسی شاگرد کی نہ اس کے مرید ہوئے نہ اسکی کوئی ایسی کتاب جس میں الحدیث کو حلیہ اصول فرہم کا بیان ہوان کے پاس پہنچے نہ اس کے خاص اعتقاد و عمل (تکفیر اہل قبلہ و قتل مخالفین) سے ان کو اتفاق ہے۔ بلکہ اس کے اس اعتقاد و عمل کو وہ بڑا سب اگہ چکے ہیں۔ پھر انکو وہابی کہنا اور مذہب محمد بن عبدالوہاب کی طرف منسوب کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟

۱۸۔ میں نے صبر نمبر ۳ جلد ۱ اشاعت ستمہ پر ثابت کر چکے ہیں کہ فرقہ اہل حدیث قدیم سے جدا آتا ہے۔ اکثر کتب فقہ و حدیث و تفسیر میں ان کا ذکر موجود ہے اور جو طبعی رحیمہ جلد ۱ (کیدیانی) اور ڈبئی (جیسے خطاوی شیخ درغماز۔ معالم التنزیل۔ جامع ترمذی۔ حجتہ امہ البالغہ وغیرہ) کتب فقہ و حدیث وغیرہ میں اسی لقب سے انکو یاد کیا گیا ہے۔

اور اس سے پہلے جلد اول صبر ستمہ کے نمبر اول میں شہادت بستان الحدیث میں بیان کر چکے ہیں کہ کتاب صحیح بخاری کی تالیف ہی اسی غرض سے ہوئی ہے کہ حدیث پر عمل کرنے والے اس کتاب کی احادیث کو دستر العمل بناویں اور محدثین کی طرت رجوع کر سکیں محتاج نہ رہیں۔ اور اسی جلد صبر ستمہ کے نمبر ۸ وغیرہ میں صفحہ ۵۹ سے صفحہ ۶۱ تک مذہب الحدیث کی مفصل تالیف کتاب حجۃ البالغہ سے نقل کر چکے ہیں جس میں اس گروہ کے اعمیان و اکابر اور ان کے اصول مذہب کی تفصیل مذکور ہے

ان رسائل کے شائع ہونے کے بعد ان مضامین کو پڑھتے اور ان کتب کو چھکا ان مضامین میں جو والد دیا گیا ہے دیکھنے والوں سے ہرگز متوقع نہ تھا کہ مجرورہ اہل حدیث کو نیا وقت کہتے اور ان کا وہابی وغیرہ نام رکھو مگر افسوس وہ اب بھی وہی بات کہہ رہے جاتے اور وہی نیافرت وہابی وغیرہ انکا نام بتاتے ہیں

اس مضمون میں ہم ان کی غلطی کا منشا بتاتے اور اس غلطی کے رفع کرنے کے لیے کوشش کرنا چاہتے ہیں

ہمارے نامہربان (علانی) اخوان مقلدین کو اس امر کا کمال یقین و صبر و اعتزاز ہے کہ اہل حدیث قدیم فرقہ ہے جس کے اعمیان و اکابر امام بخاری و امام مسلم اور ان کے اساتذہ و اسلاف اور تلامذہ و اخلاف ہیں اور اس مذہب کی کتابیں صحیحہ و کتب صحیحہ چلتا صحیح بخاری و مسلم وغیرہ کتب صحیح و حسان ہیں۔ و معہذا ان لوگوں کا اہل حدیث زمانہ حال کو نیافرت اور وہابی وغیرہ کہنا جہالتک ہو کہ معلوم ہے انکے اس خیال پر

مبنی ہے کہ زمانہ قدیم میں جو الحدیث کہلاتے تھے وہ کسی نہ کسی امام (ابوحنیفہ یا شافعی وغیرہ) کے مقلد تھے۔ اور حنفی شافعی مالکی جنہی کہلاتے۔ اجماع کے مدعیان عمل بالحدیث مطلق العنان ہیں کسی مذہب حنفی شافعی مالکی کے مقلد نہیں کہلاتے اور بلا واسطہ مجتہدین حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ لہذا یہ اہل حدیث سلف کو طریقہ پر نہیں اور نہ اہل حدیث کہلانے کے سترق امین انکو تجلی یا دبا بی یا لاندہرب یا کہا جاتی ہے۔ جو نجد کے حدیث پر عمل کرنے والوں کا نام ہے۔ اور اپنے اس خیال کے موید وہ کسی امور پیش کرتے ہیں اول یہ ہے کہ اکثر الحدیث سلف عام لوگوں میں کسی نہ کسی مذہب کی طرف منسوب ہیں کوئی حنفی کہلاتا ہے (جیسے امام طحاوی وغیرہ) کوئی شافعی (جیسے امام بخاری امام ترمذی وغیرہ) کوئی مالکی۔ (جیسے امام قرطبی وغیرہ) کوئی جنہی (جیسے شیخ ابن تیمیہ وغیرہ وغیرہ)۔

امروم یہ کہ بعض اہل حدیث کو کتب طبقات میں خاص خاص طبقات میں شمار کیا گیا ہے امر سوم (جو ان کے مشہور خیال کا بڑا قوی موید ہے) یہ کہ اکثر اہل حدیث نے ناگاہی سے کو بجای حدیث تباہ فقہ کے تاکید کی ہے چنانچہ امام بخاری سے قصہ رباعیات مشہور ہے جس میں انہوں نے صاف فرمایا ہے کہ جو ان مشفقوں کا جو محدث ہونے کے لیے ہم نے بیان

بہ شاید ہمارے بعض ناظرین اس قصہ سے ملوث اور اس کے فائق و طالب تفصیل ہوں انکی اطلاع کے لیے ہم اس قصہ کو شطانی شرح بخاری میں نقل کرتے ہیں اسکو صفحہ ۲۱ جلد اول میں بسند ابوعمیرہ فرج بن الفرغانی ابو

المظفر بخاری سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا ابو العباس ویدین ابراہیم سہدانی رے کی فضا کر منقول ہے کہ توہ شہر بخارا میں ہماری پڑوسی تھے وہ میرا استاد ابوالمظفر ہے ان کے پاس گیا اور ان سے اس کا طالب ہوا کہ وہ حدیث سنائیں جو ان پر استادوں سے

قال عبد الغنی الدمشقی حدثنا ابوعمیرہ فرج بن الفرغانی قال سمعت ابالمظفر عبد اللہ بن محمد بن عبد بن قت الخنہماجی و ابا بکر محمد بن عیسیٰ البخاری قال سمعت باؤد وعمار بن محمد بن محمد التیمیخی سمعت ابالمظفر محمد بن خالد بن الفضل یقول کان من اہل الوندان ابراہیم

کی این مٹل نہ ہو سکے وہ فقہ کا اتباع کرے اور اس زمانہ کے الحمدیہ کا یہ حال ہے کہ کسی کو کسی ایک

<p>سن چکے ہیں۔ انہوں نے بواب دیا کہ مجھ کو حدیث</p>	<p>ابن ابی ہمدان نے فضلاء الروی رد بخار سنداً کثیر</p>
<p>کی ساتھ نہیں ہے میری استاد نے کہا کہ آج</p>	<p>وفیہ لہ تعالیٰ وکانت سینہ وین الفضل</p>
<p>فقہ میں ہر حدیث کی سماع کیوں حاصل نہیں</p>	<p>الطبع فقولہ نے جو اراہ الحانی علی ابو ابراہیم</p>
<p>انہوں نے جواب دیا کہ اسکا سبب یہ ہے جو حدیث</p>	<p>باز صحت الیہ فقال اسالک ان یخدا ہذا</p>
<p>کا شوق سہا تو میں امام بخاری کے پاس آیا</p>	<p>العصر مشائخ فقال ما لی سماع قال کففت و</p>
<p>اور اپنے شوق دارانہ سے انکو مطلع کیا انہوں نے</p>	<p>قد یہا ہذا قال انی لما بلغت مبلغ الرجال تاق</p>
<p>فرمایا میں کسی امر میں ممانعت کا قصد نہ کرتا تھا</p>	<p>الی معرفۃ الحدیث وروایتہ لاجنباً عن سماع</p>
<p>جب تک کہ اسکی حدوں اور مقداروں کی معرفت</p>	<p>محدث اسمعیل البخاری بخاری صا النایخ</p>
<p>نہ میں نے سوال کیا آپ مجھ کو علم حدیث کی حدوں</p>	<p>والتفویض علی علم الحدیث واعلمتہ مرادوسا لہ</p>
<p>اور مقداروں سے واقف کریں تو آپ نے فرمایا</p>	<p>الاقوال قال لی یا نبی لا تدخل فی امر الای</p>
<p>انسان کامل محدث ہی بنتا ہے جبکہ جاہل</p>	<p>محدث حدیثہ والوقوف علی مقادیرہ فقدت عمر</p>
<p>کی حدیث میں (اعادہ پیش نمونی۔ آثار صحابہ۔ آثار</p>	<p>رحم اللہ حدیثہ مقصدتک لہ وہ مقایرہ اسانہ</p>
<p>تاریخین۔ اقوال علماء) قلم بند کرے بعد جاہل</p>	<p>عقل لا علم ان الرجل لا یصیر کما مافی</p>
<p>اور ان کے (ان کے نام۔ کنیت۔ مکان۔ علم)</p>	<p>الابدان یتکبیر جماع اربع۔ کا دین مثل</p>
<p>میں جاہل چیزوں کے ساتھ جاہل چیز میں ہیں۔</p>	<p>فی اربع عند اربع۔ باربع علی اربع۔</p>
<p>خطبہ کے ساتھ مسجد۔ دعا کے ساتھ توسل۔</p>	<p>اربع اربع وکل ہذا الرباعیہ لایتم الا باربع</p>
<p>کے ساتھ ہسم اندر۔ نماز کے ساتھ کبیر۔ چار اقسام</p>	<p>اربع فادامت لہ کلھا ہذا علی اربع وابتل</p>
<p>کی نسل (مسند و مسل۔ مسنون۔ منقطع۔ اپنی</p>	<p>باربع فاصبر علیک اکرمہ اللہ تعالیٰ الدنیا باریع</p>
<p>چاروں زمانوں (مغربی۔ مغربی۔ بلوغت۔ جوانی۔</p>	<p>انبار فی لایحق باربع قلہ فسر لی رحمک اللہ</p>
<p>ادب۔ عمر۔) میں چاروں وقت۔ (فراموش۔</p>	<p>دکر من احوال ہذا الرباعیہ من قلب صاحب</p>

کتاب حدیث پر یہی نظر نہیں بلکہ ایک حدیث کی عربی عبارت پڑھنے کی لیاقت نہیں وہ فقہ کا

<p>مصرفیت - فقیری - تگری - چارون موقوفون (پہاڑوں - دریاؤں - شہروں - جنگلوں) میں رہ کر - چارون - کھنے کی چیزوں (پتھروں - ٹیکریوں - چھڑوں - کبری کے شٹاؤن) پر ہوتے تھے کہ ان احادیث کو کاغذ پر نقل کر سکے - چارون قسم کے اشخاص اپنی سے بڑوں - برابر کے لوگوں - اپنے منہجے والوں - اپنی باپوں کی کتابوں سے چارون مخضون (نواب آخرت - عمل - شہادت علیہ) سے بہرہ سب جو کچھ ان چار شہرٹوں سے پوری ہوتی ہیں جو بندے کے اختیار میں ہیں کتابت کا علم - لغت کا علم - صرف کا علم - سخر کا علم - معہ چار شہرٹوں کے جو خدا کے اختیار میں ہیں قدرت صحت - فرصت - حافظہ - جب یہ چار کچھ بیان پوری ہوں تو اس سخر کو چار چیزوں کا چھڑنا آسان ہر جانا ہے (پوری - سال - اولاد - وطن) اور چار بلاؤں میں مبتلا ہونا پڑتا ہے (دشمنوں کی خوشی - درستی کی طاقت - جاہلوں کا طعن - علماء کا حسد) جب وہ ان شہرٹوں پر مہر</p>	<p>کتابیان شافطیہ للاجر الوافی فقال نعم لا یفتی یحتاج الی کتابتہا ہے جبکہ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وشرایعہ الصحاہ صریحاً سے عنہم و منافیرہم التابعین الحقاہم رسائر العلماء و قواہیمہم مع اسماء رجالہم وکناہم وامکنہم واربائہم کا تحمید مع الخطب الداعی مع التویل والبیان مع السیئہ والتکبیوم مع الصلوۃ مثل المسند والرسلا والموقوفات المعطوف منکرو فادامہ کے وفی شہادت فی کھولتہ عندہ وعند شغلہ وعند فقرہ وعند لا بالجہا والیحد والبلدان البرہم علی الاجل والخرا والخلع والاکتاف الی الودت الذی یکتہ نقاہا الی الاراقہ ہے جو فقیروں میں وہیں ہو دوزخ وکتا دلہیہ یتیق انہ منظر ایہ دون غیر لوجہ اللہ تعالیٰ المرفقاہ و العسل باوافق کتاب اللہ عزوجل منها وشرھا بین ظاہرہا وخبیہا - والتالیف فی احیاء وکفا جدا کہ تم لاتم لہ ہن الا نشیا الی ابراہیم من العبد اعنی معرفتہ کتابتہ واللغة والصرف والیمنی</p>
--	---

نام نہاد لیتو بلا و سط فہمیدہ پر عمل کر کے مدعی میں ہر فرق و راستہ لہ جو نہیں اور الجہد سلفیہ ہر ایک الجہدیت اہل کلمہ کی ہے
 ہمارے نزدیک نیک خیال محض غلط ہے اور امور غلطہ اس خیال کی تائید میں نہیں ہونے پیش کرنا نہیں ہے غلطی سے نہیں ہے اور
 المجربہ نازحہ اور مجربہ نازحہ میں غلطی نہ کرنا اور عمل الجہدیت کی نقدیہ صریح مذہب میں اس کے تفاوت نہیں

مع اربع من اعطاه الله تعالى حق الله لا وجهه	میر کرتا ہے تو خدا دینا میں اسے جا چیز میں
العرض المحض فادامت لمهذه الاشياء على اهلها	اندام فرماتا ہے قناعت کی عزت سبب سے
اربع الامل والامل الولد والوطن يشع باربع	علم کی لذت - ادبی حیات - اور جاہ و مال
الاصدا والاصدا ووطن الجمل و جسد	عزت عطا فرماتا ہے انہر ہا میں میں سے
لعماد اصبر هذا المحن اكرمه الله عز وجل	یکے لیے جا ہے تفاوت - عرش کا سایہ
الذميا باربع بعض الضاعه و يهين النفس بملذات	رض من ہر اس کے گیسو کا ستارہ کا عرض کو
العلم بحياة الابد انما في الاخرة بالشفاعة	حسب کرتا ہے بانی پانا - اعلیٰ علیین میں نبیوں کا
المؤمن من اخوانه و يظل العرش يوم لا ظل الا ظله	قرب - یہ کہ انہوں نے فرمایا کہ میں کچھ
و يسقى من انا و من حوض بلية على الله عليه	سبھی کچھ اکٹھا سنا دیا جو اپنے شاخ سے متفرق
مجاور في الدنيا اعلى علي بن الحجة فقد	طرح کے سنا تھا اب تو یہ مشکلات سوچ کر
اعلى الدنيا محلا لجميع ما سمعت من مشايخي	اپنے مقصد (طلب حدیث) کی طرف توجہ کرنا
متفكر في الباب فاني الان في ما قصد اليه	اسکو چھڑی - چھٹی انکی بات کو ڈرا دیا پس
فيها التي في نسك متفكر او اطرف متفكر	میں کر رہا ہوں اور اب سے ہر جگہ واجب
راي لك مني قال ان لم تنطق حل هذا المشاق	انہوں نے میری بیعت اور یہی تو کہا ہے ان سے
فعلينا وباللغة طينتك علمه و انت في بيتك	کا کل نہیں کرنا کہ وہاں سے لے گا کیا ہوا ہے
فارسا كرا لا تحتاج الى بعد الاسفا و وطني الدابة	اسان ہوگا - اور عرقوں میں جانا نہ پڑے گا اور سہدا
ركوب الجمل وهو مع اتمن الحد - وليس في الفقيه	وہ (فقہ) حدیث کا پہل سے اور فقہ کا ثواب حدیث
قوال الحد في الاخرة ولا اعز الا بل من عن الحد	ثواب سے کم نہیں اور فقہ کی عزت محمد کی عزت سے

سلف سے روایت تک محدود اہل حدیث کیسے گزرے ہیں جو کسی مجتہد یا مذہب خاص کے مقلد نہ تھے اور بلا واسطہ مجتہدین و مذاہب خاص و کتب فقہ رسمیت وہ حدیث پر عمل کرتے تھے۔ خصوصاً وہ امام کاہنہ لوگ اپنی خیالی کی تائید میں نام لیتے ہیں۔

ان میں بعض ائمہ حدیث کو یہ معنی یا تفسیر کہنا یا ان کے طبقات میں داخل کیا ہے تو انکی ابتدائی حالت کی نظر سے یا اکثر مسائل میں ان مذاہب کے ائمہ سے انکے توافق و ساری کے خیال سے یا شہرت کو لحاظ سے۔ ورنہ درحقیقت وہ ان ائمہ مذاہب کے مقلد نہ تھے۔

اور فقہ رباعیات جو امام بخاری سے نقل کیا گیا اور اس میں حدیث کو علم و فضل کو راجع جانے عمل میں مشکل قرار دیا ہے اور اتباع فقہ کو سہل و آسان وہ صحت کو نہیں پہنچتا اسکا استناد میں جو ابو حنیفہ نفع مراد ہی ہے (جسکو مطلقاً ہی نے ذکر کیا ہے) اگر یہ وہی ابو حنیفہ بن ابی مریم ہے جو حدیث فضائل قرآن کے وضع کرنے کا اقرار ہی نہیں تو اسکی روایت پر اعتماد

کہ ہے یہ سکر میں سے طلب حدیث کا عزم نہ کیا اور فقہ کی طرف متوجہ ہوا۔

فلا سمعت ذلك نقص عن ذي طلب الحديث و اقبلت دراسته الفقہ (مستطاب ص ۱۰۰ جلد ۱)

۱۱۔ چنانچہ شرح مشرکین وغیرہ کتب اصول حدیث میں مذکور ہے کہ ابو حنیفہ فرج کو لوگوں نے دیکھا کہ فضائل قرآن میں سب سے زیادہ حدیثیں کہنا سے ہی میں جو لوگوں کو سب سے عکس میں سے بیعت کرتا ہے۔ حکم کے فی انکروں کے پاس تو انکا نام و نشان نہیں ہے اسسے جواب میں کہا کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ امام ابو حنیفہ کی فقہ اور محمد بن اسحق کے جنگ نامی پر تھے تھے اور قرآن پر تھے سے سو نہیں پہنچتے تھے تو ان پر تھے قرآن پر تھے قرآن پر تھے قرآن پر تھے۔

روى عن ابى حنيفة فرج بن ابى مرجم المرزبي فاعلمى من فجار واه الحاکم بسندنا الى ابى المرزبي انه قيل لابي حنيفة من اين لك عن عكرمة عن ابن عباس في فضائل القرآن يسوقه لسوقه وليس عندنا حتى يمكن تهذيبنا فقال لى رأيتنا من قبلنا عروضا عن القرآن اشتغلوا بفقہ ابو حنیفہ معانہ ابن فضال فوضعت هذا صفة (شرح شرح خبیه)

بعض روایات

حلال نہیں ہے اور اگر ہم کوئی اور شخص ہے تو جب تک اسکی توثیق امیر حدیث سے ثابت نہ ہو اور اس روایت کی صحت اتصال معلوم نہ ہو یہ روایت لائق احتجاج نہیں۔
 اور جس قدر علم و فضل حدیث میں اشکال بیان کیے گئے ہیں ان سے بڑھ کر شافعی متنازل و گل
 فقہ میں نہیں۔ باوجودیکہ بلا واسطہ مجتہدین و بلا واسطہ کتب فقہ حدیث پر عمل کرنا اور کسی مجتہد
 خاص حنفی یا شافعی کا پیرو و مقلد نہ کہلانا ایسے امور نہیں ہیں جو صرف اس وقت کہ ان حدیث
 میں پاسے جاتے ہوں یہ امور اہل حدیث سلف میں ہی موجود تھے ان امور کی نظر سے اس وقت
 کے ائمہ حدیث اور ائمہ حدیث سلف میں سرسوی تفاوت نہیں ہے بہر ان امور کی نظر سے اس وقت
 کے ائمہ حدیث کو گروہ ائمہ حدیث سے خارج اور دہائی اور سجدی قرار دینا اور اہل حدیث سلف کا
 اہل حدیث دال سنت ہونا تسلیم کرنا انصاف نہیں ہے۔

اس مقام میں ہم نے تین دعویٰ کیے ہیں۔

- اول۔ محدثین سلف بلا واسطہ مجتہدین حدیث پر عمل کرتے۔
- دوم۔ ان کا حنفی یا شافعی وغیرہ کہلانا و تافق رائے یا انکی سابق حالت یا شہرت کی وجہ
 رہنا۔ و حقیقت وہ مقلد نہ تھے۔

سوم۔ فقہ رباعیات لائق احتجاج نہیں۔

ان دعویٰ میں سے دعویٰ سوم کی نسبت تو ہم اس مقام میں اس کے زیادہ کہنا نہیں چاہتے
 جو کہہ چکے ہیں کہ اس کے راوی فوج ابو نعیمہ کی روایت لائق دست آور نہیں ہے گو اس فقہ
 کے موضوع و مفتری ہونے پر اور وجوہات عقائدیہ و نقلیہ سے یہی بحث ہو سکتی ہے جو اس محل
 میں کسی قدر اجنبی ہے یا نیا نیا نہ دعویٰ (اول و دوم) سے ہر ایک دعویٰ کو شواہد و نقول
 معتبرہ سے ثابت کیا جاتا ہے۔

دعویٰ اول کے شواہد۔

محدثین سلف جو کسی مذہب خاص کے مقلد نہ تھے اور بلا واسطہ مجتہدین حدیث پر عمل کرتے تھے
 اس کو ہم شاعت السنۃ جلد اول کے متعدد ہیروں میں ثابت کر چکے ہیں۔

اگر ہم باستیاب تفصیل ذکر کریں تو ہمارے رسالہ کی کئی جلدیں اس ذکر و تفصیل کے لیے کافی نہیں۔ لہذا بطور مشورہ نمونہ از خروار چند اکایر کا ذکر کیا جاتا ہے۔

وضع ہر امام ذہبی نے طبقات حفاظ حدیث میں اس قسم کے بہت سے اہل حدیث کو ذکر کیا

عبد اللہ بن وہب بن مسلم الامام الحافظ جمع بین الفقہ والحجۃ از انجملہ عبد اللہ بن والعبادۃ کان ثقہ حجة حافظاً مجتہداً لا یتلداً احداً اذا تعبد و تزهداً وفقہ غیر واحد مات فی شعبان سنہ سبع و تسعین نے فرمایا ہے کہ وہ خود چہنبرہ و مائتہ۔ (ملخص طبقات ذہبی) کرتے کسی کے تقلید نہ ہو

۹۶۔ سلمہ بصری میں وفات پائے۔

از انجملہ وہ دو سو امام اہل حدیث میں جن کا حال ذہبی نے ترجمہ حافظ ابی القاسم کے

قال الذہبی بعد ترجمہ ابی القاسم فی ہذا (الترغیب والترہیب) بعد یہ بیان فرمایا ہے الطبقة هم نقادة الحفاظ ولعل قداھم لنا ثقہ من نظرائهم فان المجلس الواحد فی هذا الوقت کا جمع فیہ ازہد من عشر الاف محقر یتکتبون الاثار النبویة و یقتنون بهذا الشان و ینہم مخوف من ما تکتب امام قد برزوا و تاملوا اللغیا فقد تقانی اصحاب الحدیث قالوا استوا و تبدل الناس بطلبہ یھزل بہم اعداء الحدیث السنۃ و یخفون منہم و صار علماء العصر فی القاف عاکفین علی التقليد فی الفروع (ملخص طبقات ذہبی) جو سب سے منتشر ہو گئی تو اہل

ترجمہ

اہل تقلید پیدا ہوئے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ اہل حدیث مقلد نہ تھے بلکہ خود ہی مقلد اور ساز انجملہ امام قرطبی ہیں جن کو عام لوگ مالکی سمجھتے ہیں ان کے جن میں ذہبی نے

بقی ابن محمد الامام شیخ الاسلام ابو عبد الرحمن القرطبی الحافظ صاحب مسند الکبیر والتفسیر کان اماماً علیاً قد تہجد لا یتلداً احداً نے اپنے خود چہنبرہ و مائتہ کے تقلید

تقہ حجة - (ملخص طبقات ذهبی)

قاسم بن محمد بن قاسم بن محمد بن نسیاس

الامام الحافظ الاشد لسی القربطی شیخ الحدیث و

الفقہا ملازم بن عبد الحکم ختمت برع فی الفقه و صار

اماماً محمداً لا یقلد احداً و هو مصنف کتاب البصیح

فی الرد علی القائلین بان وہ حنبلیہ الحجۃ والنظر فیہ

الی وذهب الشافعی ولم یرکن بالاندلس متلہ فی حسن

النظر والبصر بالحجة قال ابن عیند البر لم یرکن احداً

افقونہ مات سنہ ست و سبعین و مائتین (۱)

۱۳۰ ہجری میں فوت ہو کر

اور ازرا بکلمہ امام قاسم بن محمد بن نسیاس

ذہبی نے فرمایا ہے کہ وہ کسی

مقلد نہ تھے انہوں نے مقلدین

کے رو میں ایک کتاب ہی لکھی تھی

جس کا نام البصیح ہے۔ الحاکم ذہب

دلیل تھا اور انکو شافعی مذہب

طریقہ کیوں ہی کچھ بدلان تھا ۱۳۰

میں فوت ہو کر

اور ازرا بکلمہ امام ابن خزمیر ہیں۔ ان کے حق میں ذہبی نے فرمایا ہے کہ وہ امام

ابن خزمیر الحافظ الکبیر الثبت امام الامم شیعہ الاسلام

ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزمیر بن المغیرہ بن صالح بن بکر

السلی النیسابوری قال ابو یوسف لما سئلوا عن ابن خزمیر قال

و حکم ہو فیما عنہ لا یستعمل عنہ ہوا و ما یقتضی بہ ومن

کلاہر ابن خزمیرہ کہیں لا حد مع رسول صلی اللہ علیہ

س قول اذا صح الخبر (ملخص طبقات ذهبی)

تھے لوگ ان کے پیچھے

چلے ان کا بہ قول تھا

کہ خدا اور رسول کے سامنے

کیسا قول لائے

وست آری نہیں

کے

اور ازرا بکلمہ امام ابن المنذر ہیں جن کے حق میں ذہبی نے فرمایا ہے کہ وہ

ابن المنذر الحافظ العالم الفقیہ الاوحد ابو بکر محمد

بن ابراہیم بن المنذر النیسابوری شیخ الحکام و صاحب الکتاب

القی لم یصف مثلها و کان محمداً لا یقلد احداً و کان علیہ

فی معرفۃ الاختلاف و الدلیل و احتیاج الی کتبہ اللی

مجتہد تھے کسی کے مقلد نہ تھے

خود استہاد کرتے اور جملات

اور دلائل کی معرفت میں کمال

تھے اور اس امر میں موافق اور

والمخالف وفاته سنة ثمان عشرة وثلث مائة

اور مخالف ان کی

تصانیف کو محتاج رہے ۱۱۰۰ میں وہ فوت ہوئے۔

الحسن بن سعد بن ادریس الحافظ الكبير الامام ابو علي الكسافي

اور ازرا بن محمد بن حسن

الفرطی كان علامة مجتهدا الاقصد ومبیل الى اقوال الشافعی

بن سعد بن

قال ابن الفوطی كان محض الشورى فلما رأى الفساد اثنى على المالكية

اکرم بن مین ہی زہبی

ترك شهودها وكان شيخا صالحا ولم يكن يضابط عبدا مات يوم

تے ہی کہا ہے

عرفته يوم الجمعة سنة احدى وثلاثين وثلثمائة (ملخص طبقات زہبی)

کہ وہ مقلد زہبی

خود اجترتا کرتے تھے اور امام شافعی کے اقوال کی طرف کچھ میلان کرتے تھے

۱۱۰۰ میں فوت ہوئے

ابن شاپین الحافظ الامام المغيرة المكثر حدثنا العراق ابو حفص عمر

اور ازرا بن محمد بن حسن

بن احمد بن عثمان بن احمد البغدادي الواعظ المعروف بابن

شاپین بن وہ

شاهين + + + قال الخطيب سمعت محمد بن عمر الزنادقي

ایسوی عامل بالحديث

يقول ابن شاهين ثقة نسبته للشيوخ الا انه كان له آثار لا يعرف الفقه

تھے اور کتب فقہ

وكان اذا اذكى له مذهب احد يقول انا محمدي المذهب مات في

رمیہ سے بچ کر جب

ذی الحجۃ سنة خمس وثمانين وثلثمائة (۱۱۰۰)

انکے پاس کو کسی نام کے

مذہب کا کوئی ذکر کرتا تو آپ فرماتے کہ میں تو محمدی المذہب ہوں

۱۱۰۰ میں آپ فوت ہوئے

اور ازرا بن محمد بن حسن الامام ابو عیسیٰ ترمذی ہیں جن کا باجترتا وغیر حدیث پر عمل استعمال لال کرنا

و لذا قيل انه كات المتجهد ومغتن للمقلد بل قال ابو اسمعيل

الهروي هو عندك انفع من الصديقين لان كل احد يصل الفائدة منه

ترمذی سے

رها يصل اليها منهما العالم المتبحر (شرح علی فارسی)

ثابت ہو جس کے

حق میں علماء نے یہ کہہ رکھا ہے کہ وہ مجتہد کے لیے کافی ہے اور مقلد کو اور کتابوں سے

مستفید کر لیا لی اور بعض ائمہ نے اس کتاب کو صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے جو اجنبی کی کان ہے

نفع عام کے نظر سے افضل کہا ہے۔

امام ترمذی نے جاپجا اپنی کتاب میں اپنا مذہب وہ مذہب اہل حدیث قرار دیا ہے جس کو کسی خاص امام شافعی وغیرہ سے کچھ خصوصیت نہیں ہے بلکہ سبھی امام مذاہب میں (امام شافعی و امام احمد و ابن زینبہ میں) مشترک ہو چکا ہے اس مشترک کو ترمذی نے ظاہر کیا ہے اور اسی سبب کی نظر سے ان سب امام کا اپنا مذہب ہونا بلفظ اصحابنا بیان فرمایا ہے۔

اوائل کتاب میں (صفحہ ۳۰) کتاب ترمذی بطبعہ میرٹھ) آپ نے سورہ مائتھن میں فرمایا

وقال مالك بن انس الاوزاعي والشافعي احمد واسحق في القبلة الرضوخ وهو قول غير واحد من اهل العلم من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم والناصبين وانما اشرنا صابنا نقدا عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم في هذا كانه لا يصير عندهم حال الاستناد (جامع ترمذی ص ۳۰)

امام مالک اور اسی و شافعی و امام احمد و اسحق کا مذہب بتایا ہے اور اس مذہب میں ان امام کا اپنا مذہب ہونا بلفظ اصحابنا ظاہر کیا ہے

اور صفحہ ۳۰ - کتاب پہلی ہجری نماز کو یاد آئے کی وقت (طلوع یا غروب آفتاب

ویروی عن علی ابن علی قال فی الرجل یشق الصلح ینصليها متى تمكن في وقت او غير وقت يروي عن ابو بكر انه قام صلوة العصر فاستيقظ عند غروب الشمس فلم يصل حتى غربت قد ذهب فعمد من اهل الكوفة الى هذا واما اسحق قد هبوا الى قول علي ابن ابي طالب (رواه)

کا وقت کیوں نہیں پڑھ لینا امام واسحق کا مذہب بتایا ہے اس مذہب میں ان امام کا اپنا مذہب ہونا بلفظ اصحابنا ظاہر کیا ہے۔

اور صفحہ ۳۱ - کتاب فجر اور عصر کی نماز کی ایک رکعت ملجانے سے پوری نماز کا علی نام

وہی تھا اصحابنا الشافعي احمد واسحق ومعنى هذا عندنا اننا العذر مثل الرجل يمشي الصلح او ينسا فاستيقظ عند طلوع

شافعی و امام احمد و امام اسحق سے نقل کیا۔ اور ان امام کو بلفظ

الشمس وعند خروجها سر // حلت

اصحابنا ہم مذہب کہا ہے
اس قسم کی تصریحات (جنہیں کئی اللہ کو ترمذی نے اپنا ہم مذہب یا یون کہو کہ پیشے
مذہب ٹہرایا اور اصحابنا کہا ہے) اس کتاب میں اور بہت ہیں جسکی تفصیل میں خود تطویل
ان تصریحات کی ساتھ امام ترمذی کو ایک مذہب کا پابند سمجھنا یا امام شافعی کا مقلد
قراردینا علم و انصاف کا مقتضی نہیں۔

اور اگر کچھ امام اللہ سراج الامۃ امام محمد بن اسماعیل بخاری ہیں ان کے
بلا واسطہ تقلید اپنے فہم و اجتہاد سے حدیث سے استدلال کرنا۔ اور امام شافعی وغیرہ اللہ
مجتہدین کا مقلد نہ ہونا آپ کے کتاب (صحیح بخاری) سے ہی ثابت ہو (جسکو ہم اندرونی شہادت
کہہ سکتے ہیں) اور اسپر بیرونی شہادت (تصریحات و اقوال علماء جنہیں انکو مجتہد کہا گیا ہے)
ہی پائی جاتی ہے۔

اندرونی شہادت کا بیان

امام بخاری کا اجتہاد و خود حدیث سے استدلال کرنا اس کتاب (صحیح بخاری)
کے تراجم وہ مسائل جسکو باب کی ذیل میں وارد کیا گیا ہے جیسو باب تکبیر میں سوزہ وغیرہ
سے ظاہر ہے اسکو تراجم میں ادق مسائل اجتہاد یہ کتاب دست سے استنباط کیونگے میں جسکی

فلن انتصر قول جمع من الفضلاء و فقتہ
البحاری فی تراجمہ۔ و اکثر ما یفعل البخاری
خلاف اذا لم یجد حدیثاً علی شریحہ
(مقدمۃ فتح الباری ص ۱۱)

نظر سے بہت سی فضلاء نے کہہ کہا ہے
کہ بخاری کا اجتہاد اسکو تراجم ابواب
میں ہے۔

اور اللہ کا مقلد شافعی نہ ہونا اس کتاب سے اس طور پر ثابت ہے کہ اس کتاب میں
امام شافعی سے کچھ اخذ نہیں کیا۔ صرف ایک جگہ بلفظ ابن ادریس "انکا نام تو لیا ہے
پران سے نہ کوئی حدیث لی ہے نہ کسی فقہی مسئلہ میں ان کے پیروی ظاہر کی ہے

بلکہ جا بجا انکی مخالفت کا اظہار فرمایا ہے اور مسائل فرعیہ میں وہ مذہب اختیار کیا ہے جو امام شافعی کا صریح مخالف ہے پھر انکا منقلد امام شافعی کہہ کر منظور ہے۔

عین شافعیوں کو کوئی فقہ لائق اخذ روایت نہ سمجھے اور انکی پیروی کا اظہار نہ کرے بلکہ مخالفت کا دم بہرے اسکو وہ اپنا امام کہہ سکتا ہے اور انکی تقلید کیا اختیار کرتا ہے۔

تاریخ امام بخاری نے امام شافعی پر اپنی مہربانی ضرور کی ہے کہ انکو ضعیف

اما البخاری فقد ذكر الشافعي في تاريخه الكلب فقال في باب الميم محمد بن ادریس الشافعی القرطبی مات سنة اربع و مائتین۔ ثم اثنی ما ذكره في باب الضعفاء مع علمه بانہ كان قد ارجو شدنا كثيرا من الحديث ولو كان من الضعفاء في هذا الباب لذكرنا ذكر ابا حنيفة في هذا الباب (رسالہ اردو ترجمہ فقہ النفا)

لوگوں میں شمار نہیں کیا جیسا کہ جناب امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کو ضعف نہیں شمار کیا ہے۔ جبنا ترجمہ امام رازی نے بعض رسائل میں بدست افسر تاریخ کبیر امام بخاری اس امر کا دعویٰ کیا ہے ولیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ ان کو لائق اتباع و اخذ روایت ہی سمجھتے تھے ایسا سمجھتے تو انکی روایت کو ترک نہ کرتے۔

اس مقام میں لکھو یہ دعویٰ ہرگز نہیں کہ امام ابوحنیفہ کو ضعیف سمجھا یا امام شافعی کو قوی لائق اخذ روایت سمجھا۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں امام ابوحنیفہ کو ضعیف بالائین اخذ روایت نہ کیا۔ ہمارا دعویٰ صرف یہ ہے کہ امام بخاری کے خیال میں امام ابوحنیفہ ایسے تھے (اس خیال میں وہ مصیب ہون چاہے نظار) ہرگز انکا امام شافعی کا منقلد کہتے کیا منہ رکھتا ہے۔

امام بخاری کا امام شافعی کی حدیث دامیج سے سکتا رہنا
تو ناظرین کو اصل کتاب کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتا ہے انکے مذہب
سے مخالفت کرنا بزرگوار چند مسائل اس مقام میں بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) امام شافعی کا قول ہے کہ انسان کے بال بدن سے جدا ہونے

سے نجس ہو جاتے ہیں اور پانی جس
میں وہ بال ہوں پلید ہے امام بخاری
نے صفحہ ۲۹ کتاب اس قول کو رد
کیا ہے اور اس پانی کا پاک ہونا اختیار
فرمایا ہے (دیکھو عینی شرح بخاری

قال ابن بطال اداد البخاری
رد قول الشافعی ان شعث
الانسان اذا فارق الجسد
نجس اذا وقع في الماء نجس
(عینی شرح بخاری)

جسکی عبارت عاصی بخاری صفحہ ۲۹ میں منقول ہے۔

(۲) امام شافعی کا قول ہے کہ وضو میں نام نہ مسح واجب نہیں ہے

ایک دو بال کا مسح بھی کافی ہے امام
بخاری نے اسکا خلاف کیا اور
اس کے مقابلہ میں صفحہ ۱۸ کتاب امام
مالک کا وہ قول دارو کیا ہے جس میں

قال الشافعی احتل قوله
استموا برؤسکم جميع الرأس
و بعضه فدللت السنة ان بعضه
يجزى اليه (مستطافی شرح بخاری)

یعنی مسح کے مسح کا عدم جواز بیان ہوا ہے۔

(۳) امام شافعی وغیرہ جمہور مجتہدین کا قول ہے کہ مباشرت بلا

استفراغ سے غسل واجب ہوتا ہے
اور حدیث عثمان جبین صرف وضو
کا حکم ہے منسوخ ہے امام بخاری
نے اسکا خلاف کیا اور صفحہ ۳۴ کتاب

قال ابو عبد الله العسل احوط
وذلك الاخر (بخاری صفحہ ۳۴)
اداد بھذا ان الحدیث عین
منسوخ (عینی)۔

ومذہب الشافعی وحیون الغسل
وان الحدیث منسوخ

کہا ہے کہ غسل صرف احتیاطی امر
ہے یعنی حدیث منسوخ نہیں۔ (دیکھو
عینی و تطلانی شرح بخاری)

(تطلانی شرح بخاری صفحہ ۳۰۹ جلد ۱)

(۳۴) امام شافعی کا آخری قول یہ ہے کہ حاملہ عورت کو جو خون ظاہر
ہو وہ حیض ہے امام بخاری نے
اس کا خلاف کیا۔ اور صفحہ ۶۴۴
کتاب اس مسئلہ کے مؤید حدیث
وارد کی کہ حاملہ کو حیض نہیں آتا
(دیکھو فتح الباری شرح صحیح البخاری
جسکی عبارت حاشیہ بخاری میں
منقول ہے۔
تحیض (فتح الباری شرح صحیح البخاری)

قال ابن بطال عرض البخاری
بإدخال هذا الحديث في باب
الحیض تقویہ مذہب من
يقول ان الحامل لا تحيض وهو
قول الكوفيين واليه ذهب الشافعي
في القديم وفي الجديد انها
تحیض (فتح الباری شرح صحیح البخاری)

(۵ و ۶) امام شافعی کا مذہب ہے (جیسا کہ حنفیہ کا ہے) کہ تیمم میں

دو ضرب میں سے ایک موہنہ کے لئے
دوسرے ہاتھوں کے لیے اور ہاتھوں کی
حد تیمم میں بنا بر قول حنیفہ امام
شافعی کہ نہیںوں تک ہو امام بخاری
نے ان دونوں کا خلاف کیا ہے
اور کہا ہے کہ تیمم میں موہنہ اور ہاتھوں
کے لیے ایک ضرب ہو اور ہاتھوں کی

باب التيمم للوجوه والكفين (ج ۱ ص ۱۰۰)
باب التيمم ضربته (بخاری ص ۱۰۵)
مفهومہ (یعنی حدیث عمار)
ان اذا دعى الكفين فليس
بفض عن وهو مذہب احمدی
حكي عن الشافعي في القديم وهو القاع
مرجحة الدليل + + + الاصح المنصو

حد تیمم میں چون تک ہے
(دیکھو تطلانی)

ربيعي عن الشافعي وحیون صحتین
(تطلانی صفحہ ۳۱۱ ص ۳۲)

(۷) امام شافعی کا مشہور قول یہ ہے کہ مریض مرض کے سبب نمازوں

قال عطاء ويجمع المريض بين المنع والغشا
(بخاری ص ۷۹) ورواه قال احمد واسحق مطلقا
وبعض الشافعية يروون مالك بن نبي طه والمتفق
الشافعية راجحا المنع (مسئلہ ص ۵۲ جلد ۱)

کو جمع نہ کرے امام بخاری نے اس کا
خلاف کیا اور صفحہ ۹۷ کتاب
عطاء نامی کا قول مشعر جواز نقل کیا ہے
(دیکھو مسئلہ فی شرح بخاری)

(۸) امام شافعی کا قول ہے کہ امام کو نماز میں شک ہو تو وہ مقتدی کی تقلید

هل ياخذ الاما اذا شك يقول الناس (بخاری ص ۹۹)
قال الشافعية لا ياخذ بقوله وقال الحنفية
+++ فظاهر (الحديث) انه صلح مرجع
قولهم لا كن حله امامنا الشافعية ان تركوا
(مسئلہ صفحہ ۱۷ و ۲۰ جلد ۲)

نکرے اپنے یقین پر فیصلہ کرے۔
امام بخاری نے اس کا خلاف کیا ہے
اور صفحہ ۹۹ کتاب اس مضمون کو حدیث
سے ثابت کیا ہے کہ امام کو شک ہو تو
وہ مقتدی کا کہا مان لے۔

(۹) امام شافعی کا قول ہے کہ سونے یا نذی کی زکوٰۃ میں صرف درہم دینار

باب العرض في الزكاة البخاری ص ۱۹۲ قال العيني
ما صح ان ياتي حوازي دفع القيمة في الزكاة
قال ابن شيبان البخاری في هذا للسئلة الحنفية
مع كذا مخالفة لهم قال لكرهاني وعند الشافعية
لايجوز (هامش بخاری ص ۱۹۲) ومثله في
الفتاوى ص ۲۷ جلد ۳)

لیے ہاؤین کے نذ انکی قیمت
کے کپڑے وغیرہ امام بخاری نے
اس کا خلاف کیا ہے اور صفحہ ۱۹۲
کتاب بہر ثابت کیا ہے کہ کپڑے
وغیرہ بھی زکوٰۃ میں لینا درست
ہے

(۱۰) امام شافعی کا مذہب ہے دجیا کہ مالک کا ہے کہ ایک

باب هذا الصدقة عن لا غنيا و ترو على
الفقر احيث كانوا (بخاری ص ۲۳)

شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر کے
مساکین کے لیے منتقل نہ ہو۔ امام

ظاہر ان المولف یختار جواز نقل الزکوۃ من بلد المان وهو مذہب الحنفیۃ والاصح عند الشافعی والمالکیۃ عدم الجواز۔	بخاری نے اس کا خلاف کیا اور صفحہ ۲۰۲ کتاب فرمایا ہے کہ جہاں کہیں کے فقیر ہوں ان کو زکوۃ دیجیو
---	---

(۱۱) امام شافعی کا قول ہے (جیسا کہ مالک و احمد و اسحق وغیرہ کا مذہب ہے) کتاب ترویج الحسرم (بخاری ص ۲۲) قال لکن فیوں یجوز مال الحسرم ان ینبیح و مستطانی ص ۵۵ جلد ۳۰	کہ محرم کو بحالت احرام نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ امام بخاری نے اس کا خلاف کیا۔ اور صفحہ ۲۰۲ کتاب مذہب حنفیہ کے موافق یہ دعویٰ کیا ہے کہ محرم کو نکاح کرنا جائز ہے۔
--	--

اس مخالفت کے نظائر اس کتاب صحیح بخاری میں ایک دو نہیں ہیں۔ ان نظائر کے ناظرین کو اس اندرونی شہادت میں کوئی شک نہ ہو سکتا۔ اور ان نظائر کو دیکھ کر کسی شخصیت مزاج پر نہیں کہہ سکتا کہ امام بخاری امام شافعی کا مقلد تھا۔ یہ مسلم ہے کہ امام بخاری کو بہت مسائل میں امام شافعی کی رائے سے اتفاق ہی ہے مگر چونکہ بہت مسائل میں ان سے اختلاف بھی ہے لہذا اس امر کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ بنظر مسائل اتفاقاً ان کو امام شافعی کا مقلد کہا جائے۔ بنظر مسائل اختلافیہ ان کو امام شافعی خیال کیا جاوے یہ ترجیحاً امام شافعی ہی کی عقل و افضان اقدام نہیں کر سکتا۔

بیرونی شہادت کا بیان

بہت سزا کا برائمہ سلف نے امام بخاری کو فقیہ یعنی مجتہد تسلیم کیا ہے۔ اور
عدا و مقدرین سے نکال دیا ہے۔ اس مقام میں از انجملہ چند علماء کے اقوال
مقدمہ فتح الباری شرح صحیح بخاری سے نقل کیے جاتے
ہیں۔

امام ابو مصعب نے فرمایا ہے امام محمد بن اسمعیل بخاری ہمارے خیال میں

امام احمد بن حنبل سے بڑے مجتہد
اور عارف حدیث ہیں۔ کسی
نے اعتراض کیا کہ اس میں اپنے ساتھ
کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں
امام مالک کا زمانہ پاتا اور ان دونوں (امام
مالک و بخاری) کو دیکھتا تو کہتا کہ
یہ دونوں جتہا اور حدیث میں برابر
ہیں۔

حدثنا حاشد بن اسمعیل قال لی
ابو مصعب احمد بن ابی بکر الزہری
محمد بن اسمعیل فقیہ عندنا و اخص بالحدیث
من احمد بن حنبل فقال له رجل من جلسائه
جاوزت الحد فقال له ابو مصعب لو
اوردت مالکاً نظرت الی وجهه و وجه
محمد بن اسمعیل لقلت کلاهما واحد الحدیث
والفقه (مقدمہ فتح الباری صفحہ ۵۶۱)

نیز فرمایا ہے کہ اس میں اس کی حدیث سے زیادہ اور فضیلت ہے اور اس کی حدیث سے زیادہ اور فضیلت ہے

قتیبہ بن سعید نے فرمایا ہے کہ میں مجتہدوں - زائدوں اور عابدوں کا

سہم نشین رہا ہوں۔ میں نے جب سہوش
سنبھالا ہے محمد بن اسمعیل (بخاری)
جیسا کہ سیکو نہیں پایا وہ اپنے زمانہ
میں ایسے تھے جیسے صحابہ میں حضرت
عمر اور فرمایا کہ اگر امام بخاری
صحابہ کے زمانہ میں ہوتے تو قدرت
خداوندی کے ایک نشان ہوتے

وقال قتیبہ بن سعید جالس الفقیہ
والنہاد والعباد نماز ایت مندا
عقلت مثل محمد بن اسمعیل
صوفی زمانہ کعبہ فی الصحنہ عن
قتیبہ ایضاً قال لی کان محمد بن اسمعیل
فی الصحابہ لکان ایتہ وقال محمد بن سعید
الہمدی انما عند قتیبہ فجاہد رجل

ابو مصعب در بعض اشخاص میں سے تھے بخاری کی توصیف نقل کی ہے اور وہ اکثر میں بخاری کو انہوں نے افضل کہا ہے سب
سب الہم بخاری کے استاد ہیں۔ اور اکثر انہیں مجتہد۔

ایک روایت میں تفسیر سے یہ
منقول ہے کہ میں حدیث میں نظر
رکھتا ہوں اور سب تہادات یہی
دیکھتا ہوں اور مجتہدوں زادوں
عابدوں کا ہم نشین رہا ہوں سینئر
بخاری جیسا کہ سیکو نہیں پایا تفسیر
سے سینئر نشہ والے کی طلاق کا
مسئلہ پوچھا تو آپ نے سائل کو
امام بخاری کی طرقت اشارہ کر کے کہا
کہ یہ (امام بخاری) احمد بن حنبل
اور اسحاق بن راہویہ اور علی بن مدینی
میں خدا ان کو میرے پاس لے آیا ہے
(یعنی مسئلہ اوشور دریافت کر لے)

شعرا فی یقال له ابو یعقوب
فسالہ عن محمد بن اسمعیل فقال
یاھو کی طرقت فی الحدیث و نظر
فی الراے و جالست الفقھار و
الزھاد و العباد ما رایت منذ
عقلت مثل محمد بن اسمعیل
البخاری قال و سئل تفسیر عن
طلاق السکران فدخل محمد بن
اسمعیل فقال تفسیر للسائل هذا
احمد بن حنبل و اسحق بن راھویہ
و علی بن المدینی قدما فم اتم الله
الیک و اشار الی البخاری
(۵۶۷ و ۵۶۸)

امام یعقوب بن ابی اسیم اور نعیم بن حماد خزاعی نے کہا ہے امام بخاری
اس امت محمدیہ کے ایک مجتہد تھے امام
عبدالرحمن بن بشار نے کہا ہے کہ
امام بخاری ہمارے زمانہ کے سب
لوگوں سے بڑے مجتہد تھے ایک دفعہ
امام بخاری بصرہ میں آئے تو
امام محمد بن بشار نے کہا کہ آج مجتہدوں
کے سردار اس شہر میں داخل

امام یعقوب بن ابی اسیم اور نعیم بن حماد خزاعی نے کہا ہے امام بخاری
اس امت محمدیہ کے ایک مجتہد تھے امام
عبدالرحمن بن بشار نے کہا ہے کہ
امام بخاری ہمارے زمانہ کے سب
لوگوں سے بڑے مجتہد تھے ایک دفعہ
امام بخاری بصرہ میں آئے تو
امام محمد بن بشار نے کہا کہ آج مجتہدوں
کے سردار اس شہر میں داخل

محمد بن اسمعيل فلما قلده قال محمد بن صالح بن اسيد
الفقيه (۲۹ صحنه ۵)

مہوے میں

امام اسحق بن راہویہ کی امام بخاری نے ایک حدیث میں غلطی نکالی

تو امام اسحق نے مان لی اور فرمایا
ای گروہ الحدیث اس نوحہ ان کو
دیکھو اور اس نوحہ سے حدیث سنو
یہ شخص امام حسن بصری کے
زمانہ میں ہوتا تو وہ بھی حدیث کی
پرچان اور استہاد میں اس کے
محتاج ہوتے۔ ایک دفعہ ایام
اسحق کے کسی نے حالت نشیوان
میں طلاق دینے کا مسئلہ پوچھا
تو آپ نے فکر و تامل میں سکوت فرمایا
امام بخاری یہ حدیث نبوی کہ خدا
تعالیٰ نے میری اُمت کی ان باتوں
سے درگزر فرمایا ہے جو ان
کے دل میں گزرے جب تک کہ وہ انکو
عمل اور کہنے میں نہ لادیں گستاخ
کہا کہ اس حدیث میں اسی فعل
کو مستعبر ٹھہرایا ہے جو دل سے
اور ارادہ سے ہو اور جب تک

قال حاشد بن اسمعيل رأيت اسحق
بن راہویہ جالساً على المنبر
والبخاری جالساً معه واسحق یحدث
نحو حدیث فانك لا محمد فرجع
اسحق الى قوله وقال يا معشر
اصحاب الحدیث انظروا الى
هدى الشایب الكتبوا عنه فانه لو
كان في زمان الحسن بن ابی الحسن
البصری لاحتاج اليه لمعرفة
بالحدیث وفقهه - + + +
وقال البخاری كنت عند اسحق
بن راہویہ فاستل عن طلق ^{سبباً} قال
منكك طويلاً متكرراً فقلت
اما قال النبي صلى الله عليه وسلم
ان الله تعالى تجاوز عن امة
ما حدثت به انفسها ما لم تعمل
به او تكلموا بما ين اذ مباشر
هو لا التثنية العمل والقدح الحرام

والقلوب هذا لم يعتقد بقلبه فقال اسحق
 تنبئني قولك الله وافتى به -
 (مقدمة فتح الباري ص ۵۵)

کی حالت میں ارادہ نہیں تو طلاق
 کیونکر واقع ہو سکتی ہے۔ امام اسحق
 نے فرمایا تو نے مجھے مدد دی خدا تجھ پر

مدد سے۔ اور پھر اس کے موافق فتویٰ دیا۔

اور امام علی بن حجر ذریابہ کو فرمایا کہ میں ہی شخص ہوں جسے بنی حان بن امام بخاری

وقال علی بن حجر اخذت خراسان
 ثلاثة البخاری فبدأ به وقال هو
 اصبر هم واعلمهم بالحدیث و
 وافقه فقال لا اعلم احدا منهم
 وقال احمد بن اسحق النضر مادی
 من ائدادنا شیطان فقیہ محقق وفتی
 ذلیظ لہ فی شرح ابن اسمعیل (مدرغ الدی) ۵۴

کو ذکر کیا اور فرمایا کہ وہ ان سب سے
 زیادہ صاحب بصیرت اور عالم اور مجتہد تھے
 میں کیا کسی کو نہیں جانتا۔ اور امام احمد بن
 اسحق سرساری نے فرمایا ہے کہ جو شخص
 ہر ایک اور سچے مجتہد کو دیکھنا چاہے وہ
 امام بخاری کو دیکھنے سے اس قسم کے
 اقوال اگر سلف کے امام ابن کثیر

ذہبی تاریخ البدایہ والنبایہ میں امام بخاری کے حق میں نقل کیے ہیں جو ہمارے
 رسالہ منہج الباری میں منقول ہیں۔

ان دونوں شہادتوں (اندرونی و بیرونی) کے کس و نا کس کو جو فہم و انصاف سے
 بے بھرہ نہ ہو قطعاً و یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ امام بخاری امام شافعی کے مقلد نہ
 تھے۔ بلکہ وہ اپنے فہم و حسب تہا وہی حدیث پر عمل و استدلال کرتے تھے۔
 یہ تفصیل ہمارے دعوے کے اول کے ثبوت کا کافی ثبوت ہے ان اید کے علاوہ اہل
 حدیث سلف میں اور بہت لوگ گذرے ہیں جو کسی مقلد نہ تھے ان کا ہم ایک
 اجمالی نقشہ دکھاتے ہیں جس میں صرف ان کے نام اور سنہ وفات یا پیدائش اور
 مختصر الفاظ جو ان کے حق میں کہے گئے ہیں درج ہو گئے ان کے تفصیلی حالات

بجوالہ کتب معتبرہ ہم اس وقت بتائیں گے جب ہمارے دعویٰ کے مخالفین تفصیل
معرضہ بالا کو ناما کافی سمجھ کر اسکا ثانی جواب دیں گے۔
وہ نقشہ یہ ہے۔

ردیف	نام	سنہ و تاریخ پیدائش	مختصر الفاظ جو ان کے حق میں کہے گئے
۱	محمد بن جریر طبری مشہور شافعی	۲۲۴ھ	آپ کسی کے مقلد نہ تھے اپنا مذہب نقل رکھتے جس کے بہت لوگ پیرو تھے۔
۲	یحییٰ بن یحییٰ صدوسی مشہور مالکی	۲۵۴ھ	آپ مذہب امام مالک کو مخالفت فتویٰ دیدیا کرتے تھے۔
۳	دارکی مشہور شافعی	۳۵۵ھ	آپ مذہب امام شافعی کے مخالفت فتویٰ دیتے کوئی کوئی معتزض نہ ہوتا کہ یہ فتویٰ تو مذہب شافعی کے مخالفت ہی تو آپ فرماتے تھے پیرا نسوسن ہے یہ تو خدا کا فتویٰ ہے۔ کہی سائل سے یہ کہتے کہ تو امام شافعی کا قول پوچھتا ہے یا جو میرے خیال میں ہے۔
۴	حافظ ابن حزم مشہور ظاہری	۴۴۸ھ	آپ تقلید کو برا کہنے میں ضرب المثل ہیں انکا فی الجملہ حال ہمارے پچھلے مین بیان ہو چکا ہے۔
۵	حافظ ابن مندہ مشہور حنبلی	۴۶۵ھ	آپ عال بالحدیث تھے اور تارک اقوال مخالف حدیث۔
۶	ہروی مشہور حنبلی	۵۱۷ھ	آپ الحدیث کے مذہب پر تہور اور اتباع میں عبداللہ بن المبارک کی مثل۔
۷	ابو الوفا حنبلی	۵۱۱ھ	آپ فرما تے ہروی میں آجیکہ ہندی ہروی امام احمد
۸	مغازی مشہور مالکی	۵۳۳ھ	آپ تارک تقلید تھے اور اصول (کتاب و سنت) سے فروغ نکالتے تھے۔

وہاں نہ تھا۔ دوسری صدی کے بعد خاص خاص مذاہب کا اصول پر اس وقت
 کہ شروع ہوا کچھ ہی چوتھی صدی تک تقلید محض کسی خاص مذہب کی شروع نہ ہوئی
 تھی۔ پھر سب سے چوتھی صدی کے بعد نکلی ہے۔ اور اس سے پہلے ہمارے رسالہ تیسرا
 میں (جو فتح الباری فی ترجمہ صحیح البخاری کے ساتھ ملحق ہے) اس امر کی خوب تفصیل
 ہو چکی ہے ان سب مذاہب میں کہ خود انصاف سے ملاحظہ کرنے کے بعد ہمارے دعویٰ
 اہل کے ثبوت میں کون شک کر سکتا ہے؟ اور کون کہہ سکتا ہے کہ ترک تقلید
 ایک یا دو صورت اس وقت کے المحدث میں پایا جاتا ہے۔ المحدث سلف میں
 یہ امر پایا نہ جاتا تھا۔

مگر کچھ بیان سنکر ہمارے نامہ زبان علاتی خوان اپنے اس سابق دعویٰ سے
 کہ المحدث سلف کسی مذہب کے مقلد تھے اور نہ ہر دو یا تین اور المحدث زمانہ
 سال کہ المحدث سلف کے طریق سے مخالفت بنائے اور ترک تقلید کے سبب سے نجدی وہاں
 لا مذہب ہرانے کے لیے کوئی دعویٰ کریں کہ مجھ میں سلف جنکا مقلد ہونا تمہارا دعویٰ
 ان کے ثابت ہوا ہے مجتہد ہے اس لیے وہ خود اجتہاد کرتے کسی تقلید نہ کرتے تھے۔
 اس زمانہ کے المحدث ہیں لائق کہان میں کہ وہ خود اجتہاد کر سکیں اور مجتہدین کی تقلید
 کے سنی ہوں پھر وہ ترک تقلید میں اہل حدیث سلف کے طریق پر کبھی نہ ہو سکتے ہیں اور
 اگر کچھ مذہب دو یا تین و نجدی کیا کہہ سکتے ہیں کہ

مگر سلف انکا یہ دعویٰ اس پر دلیل قائم ہونے سے پہلے لائق التفات و جواب نہیں ہے
 بلکہ چونکہ ہم تمام دسل میں ہیں نہ فضل میں اور اپنے ہمہ گیروں سے بلا طعنت جائز
 ہیں نہ محضت لہذا اسکے جواب میں سب سے بوجہ یہ لکھا کرشن کرتے ہیں کہ
 ہر زمانہ میں (پہلا سو خواہ پچھلا) دو قسم کے لوگ پڑ آئے ہیں۔ خواہم اور خواہم اصح۔
 خواہم اور خواہم کسی زمانہ کے ہوں نہ مجتہد ہو سکتے ہیں نہ کسی مذہب کے مقلد انکا کسی مذہب

اس بیان کی توثیق حضرت عبدالعزیز بن عبدالمطلب نے فرمائی ہے (ص ۱۲۷)

یا اس کے موافق ان سے فترے لیکر عمل کرتے ہیں گروہ الحدیث میں داخل نہ سمجھا جائے۔ اور انکو عوام مقلدین کی مثل (جو اسل مذہب سے بالکل واقف نہیں ہوتے صرف اپنے مذہب کے علماء کی اتباع سے اس مذہب میں داخل سمجھ جاتے ہیں) تسلیم نہ کیا جاوے۔

تاکہ بعض عوام کا لالچام گروہ الحدیث میں ایسے ہی ہیں جو الحدیث کہلانے کے مستحق نہیں۔ ان کو لاند مذہب بد مذہب منال مضل جو کچھ کہنا چاہے پھیر و لوگ میں جو نہ خود کتا سنت کا علم رکھتے ہیں نہ اپنی گروہ کے اہل علم کا اتباع کرتے ہیں۔ کسی سے کوئی حدیث نہ لے یا کسی اردو مترجم کتاب میں دیکھ کر نہ صرف اسکا ظاہری معنی کے موافق (جو کسے سننے میں یا اردو کتاب میں دیکھتے ہیں) عمل کرنے پر مہر و اکتفا کرتے ہیں۔ بلکہ اس میں اپنی خواہش نفس کے موافق استنباط و اجتہاد بھی شروع کر دیتے ہیں۔ جس میں وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور اردو لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ ولہذا ان چند افراد کے فعل سے عام گروہ الحدیث پر الزام قائم نہیں ہو سکتا اور ان کی لاند مذہب سے کل گروہ کو لاند مذہب کہنا انصاف نہیں۔ ایسے پھیلنے والے لوگ عوام مقلدین مذہب میں بلکہ بعض انکے خواص متبعین میں ہی ہیں جو امام ابو حنیفہ و شافعی سب کے اقوال کو بالاطاق رکھتے ہیں۔ اور اپنی ہوا سے نفسانی پر عمل کر لیتے ہیں۔ یا نہایت ہی اس بے دینی و آزادی کے سبب کل گروہ حنفیہ و شافعیہ کو کوئی برا نہیں کہتا۔ ہیں گروہ الحدیث کو بعض افراد کی آزادی کو کل گروہ الحدیث کو لاند مذہب کہنا بیک جا ہے۔ بالکل گروہ الحدیث زمانہ حال کے خواص علماء اور انکے عوام اتباع ترک تقلید مذہب خاص میں ویسے ہی معذور ہیں جیسو کہ محدثین سابقین۔ اور وہ عمل بالحدیث سو ویسے ہی مامور و مجاز ہیں جیسو کہ ائمہ محدثین۔ (گو بعضیہ و تنقید احادیث میں بہ وہ برابر نہیں۔ وہ اس میں بھی مجتہد تھے اور یہ ان کے مقلد) اب امید ہے کہ ہمارے علاقائی اخوان مقلدین اپنے نئے دعویٰ کو بھی واپس لے لیں گے جیسو کہ واپسی دعویٰ ثابت کی ہم ان سے امید کر چکے ہیں اور وہ عموماً اقرار کریں گے کہ تقلید اور عمل بالحدیث میں الحدیث زمانہ حال

اور زمانہ سابق میں نہ ہو، فرق نہیں انکے لیے یہ امور جائز تھے تو ان کے لیے یہی جائز ہیں۔ لہذا یہ لوگ ہی ویسے ہی الحدیث کہلانے کے مستحق ہیں جیسے کہ وہ تھے۔ یہاں ان لوگوں کے سبب لانا مذہب اور وہابی و نجدی کہلانے کے مستحق نہیں ہیں جیسا کہ وہ نہیں۔

دعویٰ دوم کے شواہد

ہمارے اس دعویٰ پر کہ محدثین سلف جو کسی مذہب حنفی یا شافعی کی طرف منسوب تھے صرف توافقی رائے یا سابق حالت یا شہرت کی وجہ سے منسوب تھے درحقیقت وہ ان مذاہب کو مقلد نہ تھے، خود ان محدثین کے اقوال و اعمال ہی شاہد ہیں۔ اور ان سے پچھلے علماء کے اقوال بھی اس پر شاہد ہیں ان دو تو قسم کے شواہد کو اس مقام میں پیش کیا جاتا ہے۔

شواہد قسم اول

(۱) امام ابو جعفر طحاوی (جنکو لوگ حنفی مذہب کا مقلد سمجھتے ہیں) کا قول ہے (بخاری)

حافظ ابن حجر نے لسان المہیران

میں ان سے نقل کیا ہے کہ کیا جو کچھ امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے میں اس کا قائل ہوں۔ مقلد تو وہی ہو گا جو غیبی (کنز دہن) ہو گا یا مستصحب حافظ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ امام طحاوی کا یہ قول مصرعین اور گیا اور ضرب الثبت گیا

امام طحاوی نے اس بات کو صرف زبانی کہنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنی کتاب شرح معانی الآثار میں اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیا ہے چنانچہ پہلے خطبہ کتاب میں کہا ہے کہ میں اس کتاب میں نام نہ و منسوخ کو ذکر کروں گا اور علماء کی تاویلات کو اور ایک کے مقابلہ میں

نقل الحافظ ابن حجر فی لسان المہیران عن الطحاوی انه قال او کل ما قال ابو حنیفہ اقول بہ وهل یقلد الاغوی و عصبی قطارت هذا الکلمة بمصرحتی صارت مثلاً (ایقاف علی سبب الاختلاف ملا محمد حیات سنداً مشہور حنفی)

قال فی اول کتاب شرح الآثار۔ اذ کہنے کل کتاب ما یتبع الناس و المنسوخ و قایل العلماء و احتجاج بعضهم علی بعض و اقامتہ الحجۃ لمن صدق عند قولہ (ناظرۃ الحق)

دوسرے کے دلائل کو رد کر دینا اور جب کا قول میرے نزدیک صحیح ہو گا اور سپرد دلیل قائم کروں گا۔

پھر اس کے موافق کہی جائے (جہاں امام ابوحنیفہ کا قوم مخالف دلیل پایا) صاف کہہ دیا ہے کہ اس باب میں جو امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ نے کہا ہے وہ باطل (یعنی غلط) ہے

یہذا ابو جعفر الطحاوی مع مناقبہ المصطفوی
نصر القادری اذا تم الخیر علی ابی حنیفہ ثلاثا فی مع
الکتاب فی کلامہ وحیث قال فی بعض المواضع
قال ابو حنیفہ باطل (در اسامیہ ۲۴۹ و ۲۵۰)

(۲ و ۳ و ۴) ابو بکر ثمالی و ابو علی و قاضی حسین (جو شافعی مذہب کے

مقلد تھے) کا قول ہے کہ ہم لوگ امام شافعی کے مقلد نہیں ہیں ہماری رائے انکی رائے سے موافق ہو گئی ہے

قال الثمالی الشافعی والقاضی ابو علی الشافعی
والقاضی حسین الشافعی لسنا مقلدین للشافعی
بل وافق رأینا رأیہ (مقدم الحسین و ثمالی)

(۵ و ۶) اسی مضمون کا ابو الوفا مستور حنفی کا قول کہ دلیل کی پیروی مذہب کی

مذہب امام احمد کی اور زبیدی (مشہور حنفی) کا قول کہ میں امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کے اقوال کا اگر وہ مخالف حدیث ہوں مقلد نہیں ہوں نقشبہ اجالی میں منقول ہو چکا ہے۔

یہ ان حضرات کی اقوال ہیں۔ ان اقوال کے موافق جہاں سے عمل ہوا ہے اور جہاں سے عمل نہیں ہوا ہے انہوں نے ائمہ مذاہب کا خلاف کیا ہے اسکی تفصیل ہم اس محل میں نہیں کر سکتے۔ اجالی پر کوئی صاحب کتابکارین تو اس عمل کے جبہ نظریوں حضرت شاہ ولی اللہ کے رسالہ عقدا بجید میں ملاحظہ کریں۔

شواہد ششم دوم

شیخ عبد الوہاب شرانی نے میرزا ان کے لئے ۲۶ صنف میں شیخ عبد القادر

<p>جیلانی کے حنفی کہلانے اور شیخ شافعی کے حنفی کہلانے۔ ایسا ہی اور اکابر اولیاء ائمہ خاص خاص مذاہب کی طرف منسوب ہونے کی بہی وجہ بیان کی ہے کہ وہ عام لوگوں میں اسی نام سے مشہور ہے۔ یہاں ان کی رائے کہ ائمہ مذاہب کی رائے سے توافقی ہو گیا تھا۔ یا لوگ ان کی سابق حالت کے قیاس سے انکو حنبلی شافعی کہتے تھے۔ یہی وجہ ہے ان محدثین اور مجتہدین کے حنفی شافعی کہلانے کے ہو سکتے ہیں گو ان کے عقیدہ نہونے کی وہ وجہ نہیں ہے جو امام شافعی نے اولیاء اللہ کے عقیدہ نہونے کی وجہ ٹھہرائی ہے کہ وہ کشف اور معائنہ باطنی سے اصل فقہ شریعت سے احکام اخذ کرتے تھے۔ بلکہ ان کے عقیدہ نہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ظاہری علم سے اولہ شریعت پر خود نظر رکھتے تھے</p> <p>حضرت شاہ ولی اللہ توفیق رائے اور اتحاد طریق اجتہاد کے سبب اہل حدیث اور اہل اجتہاد کا حنفی شافعی کہلانا اور</p>	<p>فان قلت قد تقدم ان الولي الكامل لا يكون مقلدا وانما يأخذ عنه من العيين التي اخذ منها المجتهدون من اهلهم وشرعهم الا وليا مقلدا لبعض الائمة فالحجاب قد يكون ذلك لولي لم يبلغ الى مقام الكمال او بلغه ولكن اظهر تقيد لا رفق تلك المسئلة بمذاهب بعض الائمة اذ كان معه حيث سبقه الى القول بها وجعله الله تعالى اماما يقتدى به واشتهر في الارض ووقته وقد يكون عمل ذلك لولي بما قال به ذلك المجتهد لا اطلاعه على دليله لاعمالا بقول ذلك المجتهد على التقليد بل لما رفقته لما ادى اليه كنفه فرجع تقليد هذا الى الشارع لا الغيب وما تم ولي يأخذ علماء الارض عن الشارع ويحرم عليه ان يجتهد في شئ لا يرى قدم نبويه امامه فيه وقد قلت من السيد علي الخوانساري رحمه الله عنه كيف صح تقليد سيدنا الشيخ عبدالقادر الجيلاني للإمام أحمد بن حنبل و سيد محمد الحنفی الشافعی للإمام ابن حنيفة مع اشتغالها بالقضية الكبرى وما هذا</p>
--	--

المقام لا يكون مقدا الا للشاوع وحقن قلبه
 رضی اللہ عنہ فقد يكون ذلك منهما قبل بلوغهما
 الى مقام الكمال ثم نابغا اليه استصحاب الناس ذلك
 اللقب مخصوصا مع من هو معهما عن التقليد انتهى
 فاعلم ذلك (مناظران كبرى) مطبع

اور طبقات حنفیہ و شافعیہ میں شمار کیا جاتا
 اور اسی وجہ سے امام بخاری - بیہقی - نسائی
 و غیرہ کا شافعی مشہور ہونا عمدہ تفصیل
 سے بیان کیا ہے اب کتاب
 حجة العباد لربنا اللہ ص ۷۷

مذہب کے جو بھی صدی سے پہلے لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید محض پر
 باوجود حکایت حال الناس قبل المائة الذابتہ و بعدھا
 اعلم ان الناس كانوا قبل المائة الذابتہ و بعدھا
 مجتمعين على التقليد الخالص لمذہب
 واحد بعينه قال ابن طالب المكي في فوج
 القلوب ان الكتب المجمعيات محدثة
 والقول بمقالات الناس و القضاة
 الواحد من الناس و اعتماد قول و الحكاية
 له من كل فئة و التقية على مذہبہ لکن
 الناس قد يما على ذلك في القرنين
 الاول والثاني انتهى - اقول و بعد القرنين
 حدث فيهم من التخصيص غير ان
 اهل المائة الذابتہ لم يكونوا مجتمعين
 على التقليد الخالص على مذہب واحد
 و التقية له و الحكاية لفقہہ كما
 يظهر من تتبع بل كان فيهم العلماء

متفق نہ تھے ابو طالب کی نے (کتاب)
 قوت القلوب میں کہا ہے کہ کتابین اور
 زانیات سب بچھو کر نکلے میں اور لوگوں کے
 اقوال سے قائل ہونا اور ایک شخص کے
 مذہب پر فتویٰ دینا اور ہر امر میں اسی کے
 قول کو تمام رکھنا اور اسکو نقل کرنا اور اسی کے
 مذہب پر اجتہاد کرنا اوس پر قدیمی لوگ پہلو
 اور دوسرے زمانہ کے تھے - میں (مصنف
 حجة العباد کہتا ہوں کہ ان زمانوں کے بعد کچھ کچھ
 تخریج شروع ہوئی - پر جو پہلی صدی کے
 لوگ کسی ایک مذہب کی تقلید محض اور اسی
 کے مذہب پر اجتہاد کرنے اور اسی کی کلام کو
 نقل کر دینے پر نہ تھے چنانچہ انکے حالات طبری
 سے معلوم ہوتا ہے بلکہ ان میں دوسم کے لوگ
 تھے (خاص) علماء اور عام لوگ عام

والعامۃ۔ وکان من حنب العامۃ انہم
 کانوا فی المسائل الاجماعیۃ التی لا یختلف
 فیما بین المسلمین اوجہوں والمجتہدین
 لا یقلدوا الا صاحب الشرع وکانوا
 یعملون صفة الوضوء والغسل الصلوة
 والنکی لا یخوفون ذلك من اذاتهم وعلی
 بلدانهم فیمشیحون حسب ذلك واذ
 وقعت لهم واقعة استفقوا فیها ائی مفتی
 وجدوا من غلبت تعیین مذهب کا
 من خیر الخاصة انہ کان اهل الحدیث
 منہم یشغلون بالحدیث فیخلص الہیم
 من احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 وانار الصحابة ما لا یحتاجون معہ شیء
 اخر فی المسئلة من حدیث مستفیض
 ارحمہم قد عمل بہ بعض الفقہاء ولا عند
 لتارک العمل بہ اذ اقوال متظاہرہم
 الصحابة والتابعین مما لا یحس مخالفہا
 فان لم یجد فی المسئلة ما یظہر بہ
 قلبہ لتعارض النقل وعدم وضوح التبریر
 ونحو ذلك لجمع الی کلام بعض من معنی
 من الفقہاء فان وجدوا فی الیقین اختار

لوگون کا تو بہر حال تھا کہ وہ ان مسائل اتفاقیہ
 میں (جنہیں تمام مسلمانوں یا جمہور مجتہدوں کا
 اختلاف نہیں) پھر صاحب شریعت (پیغمبر
 صلی اللہ علیہ وسلم) کسی کی تقلید نہ کرتے وہ
 وضو غسل و نماز و زکوٰۃ وغیرہ ایسی چیزیں
 یا اسنادوں سے سیکھتے اور پھر اپنے
 جب انکو کوئی (اور) واقعہ پیش آتا تو ہر
 میں جس مفتی کو پاتے فتویٰ پر چہرہ لیتے پھر
 اسکے کو کوئی مذہب خاص میں کرتے اور
 خاص علماء کا یہ حال تھا کہ انہیں اہل حدیث
 تو حدیث سے مشغول رہتے۔ پس انکو احادیث
 نبویہ و آثار صحابہ اس قدر پہنچ جاتے جنکے
 ہوتے وہ کسی مسئلہ میں کسی اور قول و اجتہاد
 بات کو محتاج نہ ہوتے یا انکو اقوال جمہور صحابہ
 و تابعین ایکڑ و سرے کے موبد جبکی مخالفت
 پسندیدہ نہ ہو پہنچ جاتے اور اگر کسی مسئلہ
 میں ایسی حدیث یا اثر پاتے تو بعض مجتہدین
 سابق کے اقوال کی طرف مراجعت فرماتے
 اور اگر اقوال مجتہدین میں ہی اختلاف پاتے
 تو ان میں جس قول کو زیادہ مضبوط و بہتر
 عمل میں لاتے۔ اہل مدینہ کا ہر خواہ کو فرما

اور اہل تحریک روایت سیرت کائناتی واسطے
 جس مسئلہ میں مجتہدین کا صریح قول نہ
 پائے اسکو انکے اقوال و اشارات سے و حسب
 تفصیل سابقہ نکال لیتے اور مذہب میں اجتہاد
 کرتے۔ یہ لوگ انہیں اماموں (حکیم اقوال سے
 تحریک سے مل کر تھے ہیں) کی طرف منسوب کیا
 جائے تو کسی کو شافعی کہا جاتا کسی کو
 حنفی۔ اور المحدث ہی کبھی کسی مذہب کی طرف
 کثرت توافق رائے کے سبب منسوب کیا جاتا
 ہے۔ پھر شافعی اور حنفی امام شافعی کی طرف
 منسوب تھے اسوقت قاضی و مفتی پھر مجتہدین
 نہ ہوتا اور نہ غیر مجتہد کوئی فقیہ کہلاتا ان کی بنا
 پر ہے اور ان میں بھی امر پیدا ہو گئے۔

او تقصیرا سوا کان من اهل المدينة
 او من اهل الكوفة و كان اهل التحريم
 منهم غير جوف فيما لا يجيد وفيه مضار
 ويختصون في المذهب وكان هو
 ينسبوا الى مذهب صاحبهم فيقال
 فلان شافعي فلان حنفي وكان صاحب
 الحديث ايضا قد ينسب الى احد المذاهب
 لكن لا موافقه له كالشافعي والبيهقي
 ينسبان الى الشافعي فكان لا يسمي الفضا
 ولا ابتداء المحدث ولا يسمي الفقيه
 المحدث انهم بعد هذه القران كان
 ناس اخرين ذهبوا عيانا الى المحدثين
 (عنه الله العالمة)

اور اپنے رسالہ الضمان فی بیان اسباب الاختلاف میں فقیر ابن زیادینی
 شافعی سے امام بیہقی کا مجتہد منسوب کرنا منسوب بہ شافعی ہونا نقل کر کے فرمایا ہے۔

کے بعد ایسے لوگ ہوئے جو وہ امر میں مل گئے اور ان میں بھی امر پیدا ہو گئے۔

کہ مذہب شافعی کی طرف انکا منسوب ہونا یہ
 معنی رکھتا ہے کہ طریق اجتہاد اور تلامذہ
 و ترتیب دلائل میں انکا اجتہاد امام شافعی
 کے اجتہاد کے موافق ہو گیا تھا کبھی وہ اس
 کے مخالف بھی ہوتا تو اسکی وہ پروا نہ کرتے
 اور اس مخالفت کے سبب وہ امام شافعی کے

قال بعد ذكر البلقيني وغيره من
 المجتهدين المطلقين المنسبين ومعنى انساب
 الى الشافعي انه حين عوط بقيقته في الاجتهاد
 واستقراء الادلة وترتيب بعضها على بعض
 ووافق اجتهادها ولا واجتهادها وادخالها
 احيا ناسا يبال بالمخالفة ولم يخرج عن طريقتهم

(۱۱)

الافی مسائل وذلك لا يقدح في دخوله في هذا مذهب
 الشافعي ومن هذا القبيل محمد بن اسمعيل البخاري فانه
 معدود في طبقات الشافعية ومن ذكره في طبقات الشافعية
 تاج الدين الشافعي وقال انه تفتقه بالحنيفة وتفقه
 الحميدي بالشافعي واستدل شيخنا العلامة على ذلك
 البخاري في الشافعية بن ذكره في طبقاتهم وكلام
 النوري شاهدا له (رسالة الاضافات نقل عن فتاوى
 الفقيه بن زياد مختصرا)

طريق سے خارج نہ سمجھ جاتی اور
 امام محمد بن اسمعیل بخاری تھے
 جبکہ سبکی نے طبقات شافعیہ میں
 شمار کیا ہے۔ اور اس کو ہمارے
 استاد اور امام بخاری کا شافعی
 مرنات ثابت کیا ہے اور امام
 نوری کا کلام بھی اس پر
 شاہد ہے

اسکے بعد جناب شامی صاحب نے کتاب اوزار سے نقل کیا ہے کہ شافعی و حنفی و مالکی و

ومن شواهد ما ذكرنا ايضا ما في كتاب الانوار حيث قال
 والمتسبب المذهب الشافعي في الحنفية ومالك احمد
 اصناف احد هما العوام وتقليداهم الشافعي متفرع على
 تقليد الميت الثاني الماتوني الى رتبة الاجتهاد والمجتهد
 لا يقلد مجتهدا وانما يتسبب اليه كجزء من علمه على طريقتهم
 في الاجتهاد والاستعمال الادلة في تدبيرها على بعض
 والثالث المتوسطون وهم الذين لم يبلغوا رتبة الاجتهاد
 لكنهم وقفوا على اصول الامام وتمكنوا من قياس العلم على
 منصوصا على ما مضى عليه وهو لا مقلدان له
 (الاضافات نقل عن الانوار)

جناب کھڑکیا لکھی قسم میں اول
 عام لوگ۔ انکا شافعی وغیرہ کہتا
 مسند تقلید سبکی کی فرع ہے
 جبکہ بعض جائز کہتے ہیں بعض
 ناجائز پہر جائز کہتے والے عوام
 کو بڑی نام مقلد امام مانتے ہیں
 اور حقیقت انکو علماء اور وقت کا
 مقلد سمجھتے ہیں (قسم دوم)
 وہ لوگ جو رتبہ اجتهاد کو پہنچ
 چکے ہیں۔ وہ لوگ امام شافعی

وغیرہ کے مقلد نہیں کہتے بلکہ ایک مجتہد و دوسرے کا مقلد نہیں ہوتا انکا شافعی حنفی کہتا ناخبر
 اس لئے ہے کہ وہ طریق اجتهاد اور ترتیب استعمال و دلائل میں انکی چال چلے ہیں قسم سوم

ان دونوں قسم کے پیر کے لوگ ہیں یہ وہ ہیں جو نہ محض علمی ہیں نہ رتبہ اجہتاؤ کو بہرے پورے میں لیکن وہ اصول امام سے واقف ہیں اور امام کے اقوال سے وہ بائین نکال سکتے ہیں جو امام کی نگہی ہوں۔ یہ لوگ امام کے مقلد ہیں۔ (یعنی جو مجتہد فی المذہب کہلاتے ہیں)۔ اس کے بعد اپنے مجتہد کے اقسام تشریح (مجتہد مستقل مجتہد منسوب مجتہد فی المذہب بیان کیے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مجتہد منسوب (منسوب بزمذہب غیر) اس مذہب کا مقلد نہیں ہوتا بلکہ مذہب کی طرف وہ منسوب ہوتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں مجتہد مطلق کہہ ہی خود مستقل ہوتا کہہ ہی منسوب مجتہد مستقل اور مجتہد منسوب سے تینوں وصف سے ممتاز ہوتا اور اولیٰ اصول وقواعد بنانا جسکے ذریعہ سے کتاب وسنت سے احکام و مسائل کا استنباط ہوتا ہے وہ مجتہد امادیت و آثار کو جمع کر کے ان کے مواضع استنباط احکام کو جانتا۔ اور متعارض احادیث کو یکم متفق کرنا۔ انہیں اولیٰ کر کے یا ایک کو دوسرے پر ترجیح دیکر سووم مسائل استنباط کرنا جو یہاں مجتہدوں نے استنباط کیے ہوں

مجتہد منسوب پہلی وصف مجتہد مستقل کے لیے مسلم سمجھتا ہے اس کو بنائے ہوئے قواعد نظر دلا کر نہ عقیدت محض تسلیم کر لیتا ہے۔ از خود ہی قواعد نہیں بتاتا اور دوسری وصف میں وہ مجتہد مستقل کا سمجھتا ہے یعنی احادیث و آثار کو جمع کرتا ہی اور انہیں تطبیق و ترجیح وغیرہ عمل میں لا کر

قال رحمه الله تعالى اعلم ان هذا المجتهد قد يكون مستقلا وقد يكون منسوبا الى المستقل والمستقل هو الذي يخرج مسائل المجتهد من ثلاث خصال احداها ان يتصرف في الاصول والقواعد التي يستنبط منها الفقه واثباتها ان يجمع الاحاديث الاثار فيحصل احكامها ويتبناها اخذ منها ويخرج مختلفا عنها ويخرج بعضها على وجهين بعض محتملا لها والثاني ان يفرع الفروع التي هي عليه كما في سيق ما يخرج فيها من القرب المشهور لها بالخير المجتهد المنسوب هو المقتدر المسلم في الخصلة الاولى الى احوال مجازاة في الخصلة الثانية والمجتهد في المدا هو الذي سلم منه الا في الثانية وخرجها مجازاة في التفريع

علیٰ منہاج تقاریر (نصاً مختصراً خایة الاختصاص) موافق استنباط احکام کو جانتا ہو (و علیٰ مذاق التعلیم)

دس سو میں یہ اسکا سمجھتا ہے اور جو مجتہد نے المذنب (مضموم) کہلاتا ہے وہ پہلی اور دوسری

(دو ذمہ) مجتہد مستقل کے لیے مسلم سمجھتا ہے صرف دس سو میں یہ اسکا سمجھتا ہے۔

ناقلین سمجھتا ہے۔ مجتہد مذنب مجتہد مستقل کا مقلد نہیں ہے تاہم صرف دلائل کی نظر سے اسکا اصول تو اچھا ہے

تسلیم کرتا ہے اور اسکی رائے کو مجتہد مستقل کی رائے سے توافق ہر جاتا ہے تو اسکا لازمہ یہ ہے کہ کہین

کہین اسکی رائے کو اسکی رائے سے مخالف بھی ہوگا اور کسی دوسرے مجتہد کی رائے سے توافق اسکی یہ ثابت

ہوگا کہ کسی خاص مذنب یا مجتہد کی طرف کسی مجتہد مذنب کا مقلد ہونا اکثر مسائل میں توافق کی نظر سے

ہے بعض مسائل کی نظر سے اسکو دوسری مذنب یا مجتہد کی طرف جس سے ان مسائل میں اسکو توافق نہیں ہے

بھی صحیح ہے اور ایک مجتہد مذنب کو حنفی شافعی حنبلی مالکی سب کو کہنا جائز ہے اور مجتہد مذنب خود تو

صرف دلیل کا پیرو ہوتا ہے خواہ کسی کے پاس طے نہ کسی خاص مجتہد یا مذنب کے برابر اسکا سبب اسکو اپنی

مذنب کا پیرو سمجھتا ہے اور انہی طبقات میں داخل کر لیتے ہیں اسی خیال سے امام بخاری و نسائی

وغیرہ شافعی بنائے گئے ہیں حقیقت میں وہ امام شافعی کے پیرو تاجزید و مقلد نہ تھے ان دونوں میں

کے شواہد کی شہادت سے اسید پر ناظرین متصفین کو یقین ہوگا کہ اہل بیت سلف و حنفی شافعی

کہلانے سے اسکا مقلد مذنب حنفی یا شافعی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ جس ہزار دعویٰ دوم ثابت ہے

جیسا کہ شواہد دعویٰ اول سے دعویٰ اول ثابت ہو چکا ہے۔ اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں اور

اسکا خاتمہ پر اپنی علانی اخوان مقلدین کی خدمت میں بادب و انکسار میں کرتے ہیں کہ ہمارے بیان کو

انکو اپنی غلطی خیالی کا علم و یقین ہو تو وہ زمانہ حال کے اہل بیت کی اہمیت کو بھاری بھاری غلط سمجھیں

اور اگر وہ ہمارے بیان کو غلط سمجھیں اور ان کو کہہ دیا جائے کہ اہل بیت مجیدی و ہابی کہتے ہیں اور

موجودہ در کہتے ہیں تو ہمکو اس پر مطلع فرمادیں ہم اسکو اپنی اس سالہ میں بخوشی درج کریں گے

اور اس پر مناسب ریویو کریں گے۔ مگر اسکا ساتھ ہی عنایت فرمادیں کہ اپنی بیانیہ بحث کلامی اور

درستی پر پیش آویں۔ شائع ہونے کی طرح ملاحظت اور زمری سے کام لیں۔ و اللہ الموفق و المعین